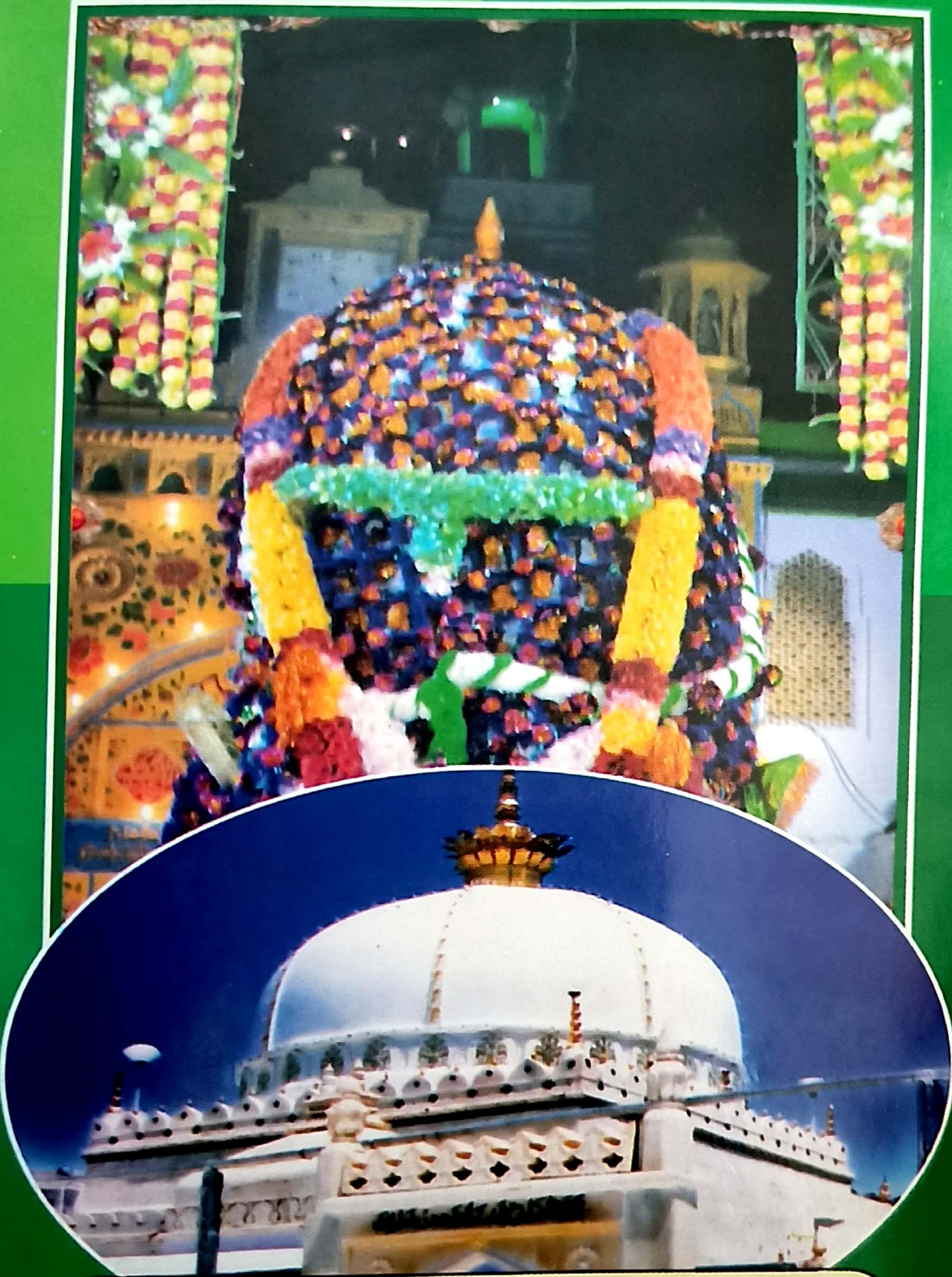
مسلک صوفیہ اور تعزیہ شریف



خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں تعزیہ شریف کا حسین منظر

مسلکِ صوفیہ

اور

تعزیہ شریف

نام کتاب : مسلکِ صوفیہ اور تعزیہ شریف

مؤلف : صوفی سعید مظہرؔ اشرفی حنفی قادری چشتی نظامی

طابع : تاج آفسٹ پریس، دریاپور، پٹنہ۔۴

صفحہ : ۵۶

ہدیہ : اپنی بساط کے مطابق بارگاہ حسین علیہ السلام میں نذر کریں اور مؤلف کے حق میں دعا

سن اشاعت : 2014ء

تعداد اشاعت : 500

کمپوزنگ : سید شہاب احمد منعمی، منعمی کمپیوٹر، دریاپور، پٹنہ۔۴

عقیدت : ڈاکٹر محمد انوار الحق اشرفی شاہ فصاحت کا میدان، پٹنہ سیٹی

ملنے کا پتہ

☆ سید صابر علی چشتی، ٹاٹا ہاؤس، متصل امام بارہ، اجمیر شریف

☆ خانقاہِ مجتبیہ اشرفیہ، شمبھو پٹی، ڈاکخانہ بواریا، ضلع ویشالی، بہار (الہند)

۷۸۶

پیش لفظ

مسلک صوفیہ اور تعزیہ شریف کتاب وقت اور حالات کو دیکھتے ہوئے اپنے اسلاف و بزرگوں کے عقیدے اور مصرف کو ظاہر کرنے کے لئے تصنیف کی گئی ہے تاکہ اہل عقیدت حضرات کو مستقبل میں ایک مضبوط سند مل جائے۔ ماضی اور حال میں چند کٹھ ملاؤں اور بھاجپئی مولویوں نے محرم الحرام کا مہینہ آتے ہی جمعہ کے دن ممبر مسجد سے تو کبھی جلسے و جلوس سے خطاب کرتے ہیں کہ یہ تعزیہ بنا حرام ہے حرام ہے حرام ہے اور تعزیہ دار جہنمی ہے جہنمی ہے جہنمی ہے ایسا لگتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت کا ٹھیکیداران ہی چند ملاؤں کو بنا دیا ہے اور جس کو چاہتے ہیں جنت و جہنم کی سند دیتے رہتے ہیں۔ جبکہ ان کو خود علم نہیں ہے کہ میرا حشر کیا ہوگا۔ منکران تعزیہ شریف کے ہزاروں سوالات کے جواب میں ہم عاشقانِ حسین علیہ السلام کا صرف ایک جواب یہ ہوگا کہ کسی کی تعزیت میں جانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے اور ہندوستان میں تعزیہ داری خواجہ غریب نواز اور بہت سے بزرگوں کی سنت ہے۔

فقط۔ خاکپاء اولیاء اللہ

صوفی سعید مظہر اشرفی حنفی قادری چشتی نظامی غفرلہٗ

خانقاہ مجتبیہ اشرفیہ شمبھو پٹی، حاجی پور

ویشالی، بہار

کتاب ملنے کا پتہ

سید صابر علی چشتی، ٹاٹا ہاؤس، متصل امام بارہ، اجمیر شریف

خانقاہِ مجتبٰیہ اشرفیہ، شمبھو پٹی، ڈاکخانہ بواریا، ضلع ویشالی، بہار (الہند)

ایک نظر

اجمیر شریف، کچھوچھہ شریف، کلیر شریف، مارہرہ شریف، دیوہ شریف، پیلی بھیت شریف، مکند پور شریف، دہلی شریف، مرادآباد شریف، خانقاہِ نیازیہ بریلی شریف، خانقاہ ارزانی پٹنہ شریف اور جڑھوا شریف حاجی پور ویشالی بہار میں تعزیہ داری پوری عقیدت و نیازمندی کے ساتھ ان تمام خانقاہوں میں جاری وساری ہے۔

۷۸۶

فرزندانِ توحید کی پیدائش و وصال

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ۱۲ ؍ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ ؍ اپریل ۵۷۱ ؁ء بروز دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت شہر مکہ میں ہوئی۔ اسلام کی خفیہ تبلیغ ۳ ؍ سال تک کی، مکہ شریف کے اردگرد ۱۳ ؍ سال تک اسلام کا پیغام لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ چالیس سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن مجید نازل ہونا شروع ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۵۳ ؍ سال کی عمر شریف میں مکہ شریف سے ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لائے۔ ۶۳ ؍ سال کی عمر شریف میں ۱۲ ؍ ربیع الاول ۱۱ ؁ھ مطابق ۱۲ ؍ جون ۶۳۲ ؁ء دوشنبہ کے دن مدینہ شریف میں وصال ہوا۔ ۱۵ ؍ رمضان ۳ ؁ھ کو حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی۔ ۵ ؍ شعبان المعظم ۴ ؁ھ کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی۔
- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اول خلیفہ ہوئے۔ ۲ ؍ سال تک خلافت کے منصب پر فائز رہے۔ ۱۳ ؁ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر کئے گئے۔ دس سال چھ مہینہ کے بعد آپ کی شہادت ہوئی آپ شہید کردیئے گئے۔
- ۲۴ ؁ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ چند روز کم ۱۲ ؍ برس خلیفہ رہے اور شہید کردیئے گئے۔
- ۳۵ ؁ھ میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ ۴ ؍ سال ۹ مہینہ خلافت کا کام انجام دیئے اور آپ شہید کردیئے گئے۔
- ۴۰ ؁ھ میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے۔ اور پھر چند مہینہ کے بعد سبکدوش

ہو گئے۔

- ۴۱ سنہ ھ میں امیر معاویہ خلیفہ ہوئے۔ انیس سال تین ماہ تک خلافت کا کام انجام دیا۔ ۶۰ سنہ ھ میں انتقال ہوا۔
- ۶۰ سنہ ھ میں امیر معاویہ کا بیٹا یزید تخت پر بیٹھا۔ یزید ۳/سال ۹/مہینہ حکومت کی ۶۴ سنہ ھ میں مر گیا۔
- ۱۰/محرم الحرام ۶۱ سنہ ھ بروز جمعہ کے دن عصر کے وقت حضرت حسین پاک علیہ السلام اور ۷۱/باوفا ساتھیوں کے ساتھ بڑی بے رحمی سے میدان کربلا میں یزیدیوں نے شہید کر ڈالا۔
- حضرت امام اعظم ۸۰ سنہ ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔
- حضرت امام مالک کی پیدائش ۹۵ سنہ ھ میں آپ کا انتقال ۱۹۹ سنہ ھ میں ہوا۔
- حضرت امام شافعی ۱۵۰ سنہ ھ میں شہر فلسطین میں پیدا ہوئے۔
- حضرت امام حنبل کی پیدائش ۱۶۴ سنہ ھ میں اور وفات ۲۴۱ سنہ ھ میں ہوئی۔
- حضرت امام بخاری محمد اسمٰعیل ۱۳ شوال ۱۹۴ سنہ ھ بروز جمعہ کی نماز کے بعد بخارا میں پیدا ہوئے اور وفات ۲۵۶ سنہ ھ میں ہوئی۔
- حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی عمر شریف ۸ سال ۶ مہینہ ۳ روز ہے اور حضرت امام حسین پاک کی عمر شریف ۷ سال ۶ مہینہ ۲۳ روز ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلّم قال

الحسن والحسین سید الشباب اھل الجنۃ۔(الحدیث)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اھل بیت سے محبت ومودّت رکھنا جان ایمان ہے۔

من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن بغضبھما البغضنی۔

(الحدیث)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو ہمارے اہل بیت سے دشمنی و بغض رکھتا ہے وہ ہمارے ساتھ عداوت و بغض رکھتا ہے اور جو ہمارے ساتھ عداوت و بغض رکھتا ہے وخدا تعالیٰ سے عداوت و بغض رکھتا ہے۔

حضرت اُمّ الفضل بنت حارث فرماتی ہیں کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حسین پاک کو لے کر گئی اور آقا علیہ السلام کی گود میں حسین پاک کو رکھ دیا۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھوں سے لگا تار آنسو بہہ رہے ہیں۔ اور اسی حالت میں مجھ سے فرمایا کہ مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ میرے اس بیٹے کو میری امت شہید کرے گی۔ پھر جبریل نے مجھے اس کی سرخ مٹی دی ہے۔(الحدیث)

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے گھر میں حسن وحسین کھیل رہے تھے۔ تو جبریل علیہ السلام نے آکر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا آپ کے بعد آپ کے اِس بیٹے کو آپ کی امت شہید کر دے گی اور جبریل کا اشارہ حسین پاک کی طرف تھا۔ اور آپ کی خدمت میں تھوڑی دیر میں مٹی پیش کی۔ آپ نے اُس مٹی کو سونگھ کر فرمایا۔ اس میں سے رنج وبلا کی بُو آتی ہے اور مجھے بلا کر کہا اے اُمّ سلمہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کے میرا حسین شہید ہو گیا ہے پھر میں نے اس مٹی کو شیشی میں بند کر کے رکھ دیا۔(الحدیث)

دو مٹّی

اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل کو بھیج کر مٹی طلب کی اور قالب آدم تیار کیا۔روح ڈالی گئی۔حضرت آدم علیہ السلام کا وجود قائم ہوا۔ماں حوّا علیہا السلام کو ان کی بائیں پسلی سے پیدا کی گئیں۔یہاں سے اولاد آدم کا سلسلہ چلا اور ایسا چلا کہ تا قیامت سلسلہ چلتا رہے گا۔

دوسری مٹی: حضرت جبریل لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ کی گود میں حضرت حسین پاک جلوہ فگن ہیں۔اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نواسے کو بڑی محبت سے بغور دیکھ رہے ہیں۔حضرت جبریل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ آپ کے گود میں جو آپ کا نواسہ ہے آپ کی امت کے لوگ ان کو شہید کر دیں گے اور یہ ان کے مقتل کی مٹی ہے یہ مٹی دیکھتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنکھوں سے آنسو رواں ہوا۔اور حسین پاک کے چہرۂ منور کو آبدیدہ نگاہوں سے دیکھتے رہے۔پھر حضرت اُمّ سلمہ کو مٹی دے کر کہا اسے شیشی میں بحفاظت بند کر دو جب میرا حسین کربلا میں شہید ہوگا تو یہ شیشی کی مٹی خون سے آلود ہو جائے گی۔اور شہادت حسین کے وقت ویسا ہی ہوا اور شیشی میں رکھی ہوئی مٹی سرخ ہوگئی۔حسین پاک میدان کربلا یعنی عراق میں شہید ہوئے اور حضرت جبریل کے ہاتھوں لائی ہوئی مٹی شیشی میں بند مدینہ منورہ میں رکھی ہوئی خون سے آلود ہوگئی۔یہ ہے حسین پاک کے خون کا اعجاز، یہ ہے حسین پاک کی عظمت شہادت کربلا عراق میں ہوئی اور شیشی میں رکھی ہوئی مٹی مدینہ شریف میں ہے اور شیشی بند ہے اور بند شیشی خون سے لبریز ہو گئی۔یہ ہے شہادت حسین کی کرامت۔

میرے عزیزو! انسان آدم علیہ السلام کی اولاد تو ضرور ہے جس کے جسم میں روح ہے جس کی بنیاد پہ جسم میں حرکتیں ہیں مگر انسان روحانیت سے خالی ہے۔روح میں اگر تازگی چاہتے ہیں تو حسین پاک علیہ السلام کی محبت ضروری ہے جب بند شیشی کی مٹی خون سے آلود ہو گئی جس کے اندر کوئی جان نہیں ہے اللہ کے پیارے بندے آپ کے اندر تو جان ہے کیوں

نہیں یقین و محبت کے ساتھ دل میں حسین پاک کی الفت کا چراغ روشن کرتے ہیں تاکہ بند شیشی کی مٹی کی طرح آپ کی روح بھی جلوۂ محبوب سے آراستہ ہو کر بقعۂ نور ہو جائے۔

مظہر روحِ شہادت ہیں حسین — گوہر گنجِ سعادت ہیں حسین

جس کی خوشبو سے معطر ہے جہاں — وہ گلِ باغ رسالت ہیں حسین

حضور خواجۂ خواجگان عطاء رسول غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی سجزی اجمیری رضی اللہ عنہ اسی مقام سے قلمطراز ہیں:

شاہ است حسین بادشاہ است — دین است حسین دیں پناہ است حسین

سر داد نہ داد دست در دستِ یزید — حقّاء کے بنائے لاالٰہ است حسین

شاہ دینِ محمدی کا ہوتا ہے بادشاہ دنیا کا ہوتا ہے خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں حسین پاک دین اور دنیا دونوں بادشاہوں کے بادشاہ ہیں۔ یعنی ظاہری بادشاہیت اور باطنی بادشاہیت اور دین محمدی حسین پاک ہیں اور دین کو بچانے والے بھی حسین پاک ہیں۔ سر دیدیا مگر ہاتھ نہ دیا یزید کے ہاتھ میں اور حقیقت تو یہ ہے کہ لا الٰہ کی بنیاد ہیں حسین پاک۔

خواجہ غریب نواز علیہ رحمۃ رضوان کے اس اشعار کو اگر آپ سمجھنا چاہتے ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس حدیث پاک کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

حسین منّی انا من الحسین حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔

حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی ہیں حسین منّی انا من الحسین۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونواسے ہیں۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ بڑے کا نام حضرت حسن ہے اور چھوٹے کا نام حضرت حسین ہے۔ پیغمبر اسلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں نواسے کے متعلق فرمایا میرے جگر کے ٹکڑے ہیں۔ یہ دونوں جنتی پھول ہیں جن کو میں سونگھا کرتا ہوں اگر کسی نے ان لوگوں کو تکلیف دی گویا اس نے مجھ کو تکلیف دی۔ حسن علیہ السلام حسین علیہ السلام کی محبت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طرح آشکارہ کر کے آہگاہ فرمایا۔ اپنی نسبت و محبت اور حسن پاک کی فضیلت کا ذکر فرمایا۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ **حسن منی انا منّی الحسن** حسن مجھ سے ہیں اور میں حسن سے ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل بیت کی تعریف کی اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن میں اہل بیت کی تعریف کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ کو اپنے جگر کا ٹکڑا کہا۔ مگر یہ نہیں کہا کہ **فاطمہ منی انا من الفاطمہ**۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صرف اور صرف یہ فرمایا **حسین منّی انا من الحسین**۔ حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ دنیا جانتی ہے کہ نانا سے ناتی کا وجود قائم اور دائم ہے مگر روز اول سے لے کر صبح قیامت کوئی فرد اس کو تسلیم نہیں کر سکتا ہے کہ ناتی سے نانا کا وجود قائم ہو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خاک دان گیتی پہ واحد فرد ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں **انا من الحسین** میں حسین سے ہوں آخر ایسا کیوں۔ ہم امتی ہیں اہل عقیدت ہیں آنکھ بند کر کے تسلیم کریں گے مگر دنیا والے اس رموز کو کیسے تسلیم کریں گے۔ اس کی فکر ہم اہل عقیدت کو ہر گز نہیں کیونکہ دنیا تسلیم کرے یا نہ کرے ہم اہل محبت تو دل سے تسلیم کرتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس قول کو سمجھنے کے لئے دو چیزیں ضروری ہے اوّل محبت رسول

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوئم حب اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین۔ اس لئے کہ ایمان کی تکمیل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے بغیر الفت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایمان کی تکمیل نہیں ہوسکتی۔ اور بغیر حُبِّ اہل بیت کے روح میں روحانیت نہیں آسکتی۔ جس طرح جسم کے لیے روح کا ہونا ضروری ہے اگر جسم ہو اور روح نہیں ہو تو انسان مردہ ہو جاتا ہے روح ایک کیڑے کے اندر بھی ہے روح جانور میں بھی ہے روح کافر میں بھی ہے روح مسلمان میں بھی ہے روح مومن میں بھی ہے روح ولی میں بھی ہے روح نبی میں بھی ہے وہ روح جو روحانیت سے سرشار ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت کی محبت کا فیضان ان حضرات پہ قائم و دائم ہے۔

ید بیضا لئے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں

علامہ اقبال

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے **حسین منّی انا من الحسین**۔ جبکہ اہل عرب اچھی طرح واقف ہیں کہ حضرت حسین پاک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہنے کی کیا ضرورت پڑ گئی کے اہل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے خطاب فرما رہے ہیں کہ **حسین منی انا من الحسین**۔ جب کے سب کے سب اچھی طرح واقف ہیں کہ حسین علیہ السلام نبی کے نواسے ہیں۔ ہاں آقا علیہ السلام ضرورت اس لئے محسوس کر رہے ہیں کہ اہل صحابہ اہل عقیدت تو ہر دور میں تسلیم کریں گے مگر یزید اور یزیدی نسل حسین کے خون کو بہانہ اور قتل کو جائز سمجھیں گے ایک ایسا بھی دور یزیدیوں کا ہوگا جو حسین کو نواسۂ رسول ہونے سے انکار کریں گے اور قتل حسین کو جائز سمجھیں گے اور یزید پلید کو خلیفۃ المسلمین سمجھیں گے۔ یزید پلید اور ان کے ہمنواں یہ کہہ کر دنیا کو بتانے کی کوشش میں رہیں گے کہ یزید خلیفۃ المسلمین ہیں اور دنیا اس بات کو مان لے گی۔ جیسا کہ بہت سے

مصنفین نے اپنی کتابوں میں اس کا اظہار کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے اپنی نسبت کا اعلان فرمایا حسین مجھ سے ہیں اور پھر فرمایا انا من الحسین یہاں پہ حسین پاک کی روحی نسبت کا تذکرہ فرمایا۔ روحی نسبت میں روحانیت اور شہادت کا ذکر فرمایا۔ یہ مذہب اسلام کعبہ کی عظمت۔ مدینہ شریف کی حرمت یہ سب میری موجودگی میں ہے مگر آنے والی یزیدی آندھی میں یہ سب کا شیرازہ بکھر جائے گا جیسا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء آئے اور ان کے جانے کے بعد نام ونشان تک مٹ گئے ان میں چند ہی تواریخ کے پنوں میں محفوظ ہیں۔ غیب داں نبی نے اہل صحابہ میں اعلان فرمایا حسین منی انا من الحسین۔ میں حسین سے اس لئے ہو کہ مذہب اسلام کی صداقت اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کعبہ کی عظمت مدینہ شریف کی حرمت رسول کے رسالت کی تحفظ ہوگی تو یہ شہادت حسین سے ہوگی اور شہادت حسین ہوئی مذہب اسلام کو آپ کے خون کے قطروں سے سینچا گیا۔ اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مذہب اسلام کو بقا مل گئی۔

(حقّا کہ بنائے لا الٰہ است حسین)

[خواجہ غریب نواز]

اسلام زندہ ہوگیا کربُ بلا کے بعد
مرگِ یزیدی اصل میں قتل حسین ہے
اسلام زندہ ہوگیا کربلا کے بعد

(صوفی سعید)

روح کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر فرد پکارے گا ہمارے ہیں حسین

(صوفی سعید)

حسین نہ ہوتے تو ختم تھا اسلام
کشتیِ دہر میں ٹھہری تھی ناخدا کے لئے
کہاں حسین کہاں یزید پلید
کوئی جفا کے لئے تھا کوئی وفا کے لئے

اسلامی سال کا پہلا مہینہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے گواہوں کا مہینہ محرم الحرام ہے ایسی گواہی تواریخ عالم میں نہ دیکھنے کو ملی ہے نہ صبح قیامت تک ایسی گواہی ایسی شہادت تواریخ پیش کرسکی ہے نہ کر سکے گی۔ جن کی مقدس زندگی کی ابتدا صدائے شہادت سے گونجی اور تا قیامت تک گونجتی رہے گی۔ جن کی شہادت ابھی ہوئی نہیں ہے تعجب ہے اُن کی شہادت کے گواہ حضرت جبریل ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت کلثوم ہوں۔ حضرت علی ہوں۔ حضرت فاطمہ ہوں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ہوں۔ اہل مکہ ہوں۔ اہل مدینہ ہوں۔ گویا پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کے منصبِ شہادت کا ذکر فرمایا اہل عرب کی زبان پر آپ کی شہادت کا ذکر ہونے لگا۔ آپ کی شہادت کا رنگ ایسا غالب ہوا کے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ آپ کی شہادت کا گواہ بن گیا۔ اسلامی سال کا پہلا مہینہ قربانی سے نہیں بلکہ شہادت حسین پاک علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے اور اسلامی سال کا آخری مہینہ ذالحجہ قربانی پر ختم ہوتا ہے۔ اسلامی سال کی ابتدا شہادت اور انتہا قربانی ہے۔

شہادت کے دو لفظی معنی ہیں۔ شہادت معنی شہید، شہادت معنی گواہ۔ حضرت حسین علیہ السلام شہید بھی اور لا الٰہ کے گواہ بھی ہیں۔ حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ کی قربانی ہوئی۔ اس لئے حضرت اسمٰعیل کو ذبیح اللہ کہا گیا۔ شہید اللہ نہیں کہا گیا۔ اور حضرت حسین پاک شہید اللہ ہی نہیں بلکہ شہید اعظم ہیں۔ قربانی تو گائے اور بکرے کی ہوتی ہے جانوروں کی ہوتی اور

شہادت اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی ہوتی ہے۔ اسلامی سال کا پہلا مہینہ شہادت حسین سے شروع ہے۔ اسلامی سال کا آخری مہینہ قربانی پر ختم ہے۔ اگر کوئی یہ کہتا ہے اسلامی سال کا آخری مہینہ قربانی پر ختم ہے اور اسلامی سال کا پہلا مہینہ قربانی سے شروع ہے۔ یہ انصاف کا جملہ نہیں ہے بلکہ اس حقیقت کو روحانیت کی منزل سے دیکھنا ہوگا۔

بہر کیف حدیث پاک کی روشنی میں حسین پاک ماں کی شکم مبارک سے نمودار ہوتے ہی شہادت حسین کا ذکر شروع ہو گیا اور تا قیامت شہادت حسین کا تذکرہ ہوتا ہے اور ہوتا رہے گا۔

(حدیث پاک اور اس کے رمز)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کاندھے مبارک پر حسین پاک کو چڑھا لیا اور اس وقت حضرت حسین پاک کی عمر شریف ۲ رسال کی تھی۔ ظاہر ہے سرور کائنات کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہے اپنے کاندھے مبارک پر حضرت حسین کو سوار کر کے آقا علیہ السلام ٹہل رہے ہیں اگر آقا علیہ السلام کھڑے رہتے تو یہ گمان لگایا جا سکتا ہے جو آدمی جہاں پر کھڑا ہے اس کی منزل وہیں تک ہے مگر آقا علیہ السلام اپنے کاندھے پر اپنے نواسے حسین کو سوار کر کے چل رہے ہیں اب چلتے ہوئے آدمی کے منزل کا اندازہ نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ کہاں تک جائے گا یہ چلنے والا ہی سمجھ سکتا ہے۔ بہر کیف حسین پاک کو اپنے کاندھے پر بیٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ اسی دوران حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاندھے پر حضرت حسین پاک کو دیکھ کر تعجب میں پڑ گئے۔ اور اپنی اندرونی کیفیت کا اظہار اپنی زبان مبارک سے یوں فرمانے لگے آج حسین پاک کو کتنی اچھی سواری مل گئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے ابو بکر سواری اچھی ہے تو سوار بھی کتنا

اچھا ہے۔

اس رمز کو کوئی کیا جانے اس بعید کو کوئی کیا سمجھے

کیوں آ کے پتنگے گرتے ہیں کیوں شمع جلائی جاتی ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوار بھی کتنا اچھا ہے یہ کہہ کر صحابہ کرام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حسین پاک کی عظمت اور منصب شہادت عیاں فرما دیا۔ اور ہم اہل عقیدت کو ایک بہترین عمل عطا فرمایا۔ کل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کاندھے پر حسین سوار ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں ابوبکر سوار کتنا اچھا ہے آج ہم گنہگاروں کے کاندھے پہ حسین پاک نہیں مگر حسین پاک کا تعزیہ شریف تو ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسین پاک کے پیدا ہونے پر پہلے خوشی کا اظہار فرمایا جب حسین پاک کی شہادت کی خبر حضرت جبریل نے دی تو غم کا اظہار فرمایا۔ غم کا اظہار کرنا ہی تو تعزیت ہے، ہم غلامانِ مصطفٰے تعزیت کے ساتھ تعزیہ کاندھے پر رکھ کر گھوماتے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی آپ کے اہل بیت میں پوشیدہ اور مضمر ہے۔ (از حدیث بخاری، جلد دوئم، صفحہ ۴۱۷، نمبر ۹۴)

حضرت امام شافعی پر رافضیت کا الزام

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کس قدر تاسف آمیز بات ہے کہ اہل بیت کی محبت کی وجہ سے حضرت امام شافعی کو رافضی کا خطاب دے کر قید و بند صعوبتوں میں ڈال دیا گیا۔ امام جعفر صادق اپنے شعر میں اشارہ فرماتے ہیں کہ اہل بیت سے مودّت کا نام رفض ہے تو پھر پورے عالم کو میرے رافضی ہونے پر گواہ رہنا چاہیئے۔

(کتاب تذکرالاولیاء، صفحہ نمبر ۱۱)

اصحاب صفہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اصحاب صفہ کو اسلامی قاعدہ اور باطنی پاکیزگی کا سبق بتلایا۔ ۳۳ بزرگ شخصیتیں مسجد نبوی کے دروازہ پر ایک چبوترا تھا وہیں ان کا قیام رہتا تھا۔ ان کا لباس گھال پشمینہ یا ٹاٹ کا موٹا لباس تھا۔ خوراک میں ہر طرح قناعت تھی۔ جیسا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہوتا جا کر لوگوں کو اصولِ پاکیزگی بتلاتے تھے۔ یہ اصحاب صفہ صوفی کہلائے۔ یہ صوفیاء کرام حضرت مولا علی کے پائے ہوئے عمل کو لے کر بیرون عرب میں پہنچے۔ فساد سے کنارہ کش ہو کر امن کا پیغام عین محمدی علم جو ان کے سینے میں محفوظ کی گئی تھی۔ سراجاً منیرا کے قاعدہ سے ایک چراغ سے دوسرے چراغ کو روشن کرتے رہے۔

علم تصوف اور صوفیاء کرام کا فیض ہے کہ مذہب اسلام امن و رحمت کے ساتھ آج بھی شہرہ آفاق ہے گروہ صوفیہ تعزیت اور تعزیہ داری، پیری مریدی مانتے ہیں۔ اہل تصوف کے بنیادی اصول وحدت والوجود اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شان شاہداں مبشرا ونذیرا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی تعزیت ارفع و اعلیٰ عبادت مانتے ہیں۔ سنی حنفی مسلک کے ماننے والوں میں پیری مریدی کا طریقہ رائج ہے یہ لوگ صوفی کہلاتے ہیں۔ (کتاب تعزیہ کی حقیقت)

عقیدہ پرکھ کسوٹی

محض شریعت کی پابندی پوشاک، نماز، روزہ، حج، قربانی کے فرائض ادا کر لینے سے ہی مسلمانوں کو نہیں پرکھا جا سکتا ہے۔ کیونکہ قاتلانِ کربلا بھی مسلمان نما تھے۔ وہ بھی نماز روزہ کے فرائض ادا کر لیتے تھے۔ اور ایک سے ایک مدعیان نبوت جیسے بہائی قادیانی وغیرہ بھی نماز روزہ وغیرہ کے فرائض ادا کر لیتے ہیں۔ شرعی پوشاک نماز روزہ کے فرائض ادا کر کے قوم کو فریب دے سکتے ہیں البتہ تعزیہ داری ایک ایسی کسوٹی ہے جس سے مسلمانوں

کے حق و باطل عقائد کو اچھی طرح پر کھ لیا جا سکتا ہے کیونکہ بروئے قواعد جتنے پیغمبران گذرے ہیں سب مسلمان ہی تھے۔ لہٰذا سب کی امتیں مسلمان ہی ہیں۔ مگر آج یہودی، پارسی، عیسائی، مجوسی، نصرانی، سلیمانی، بدھسٹ اور ہندو وغیرہ کو مسلمان نہیں سمجھا جاتا ہے۔ موجودہ صرف وہ لوگ مسلمان ہیں جو کلمہ اور کعبہ کے اہل ہیں۔ ٹھیک اسی قاعدے سے کلمہ اور کعبہ والے سب مسلمان ضرور ہیں۔ مگر امت محمدیہ کہلانے والے کے لئے صرف وہ لوگ حقدار ہیں۔ جو امام حسین اور تعزیہ کے اہل ہیں۔ کیونکہ مسلمانوں میں یہی دو پلیٹ فورم ہے جس میں بنو ہاشم و بنو امیہ یا یوں کہئے اہل حسین یا اہل یزید۔ ابراہیمی و اسمٰعیلی ملت کا نمونہ کعبہ ہے۔

ویسے ہی محمدی و حسینی ملت کا نمونہ تعزیہ ہے، محمدی اسلام کا جسم ابراہیمی و اسمٰعیلی ہے جس کی جان دین محمدی ہے اور روح ذکر حسین ہے۔ اس لئے محمدی اسلام زندہ اور سلامت ہے۔

کتاب تعزیہ کی حقیقت

(۱) جس جگہ مسلمانوں کو دفن کیا جاتا ہے وہ جگہ قبرستان کہلاتا ہے۔

(۲) جس جگہ میں مسلمان کو دفن کیا ہے وہ جگہ قبر کہلاتا ہے۔

(۳) جس جگہ ولی اللہ کو دفن کیا جاتا ہے وہ جگہ مزار مقدس کہلاتا ہے۔

(۴) جس جگہ تعزیہ شریف کو رکھا جاتا ہے امام بارہ کہلاتا ہے یعنی امام بارہ ۱۲ امام سے نسبت رکھنے والی جگہ امام بارہ ہے۔

(۵) جہاں تعزیہ غرق آب کیا جانا ہے وہ جگہ عرف میں کربلا ہے۔

نوٹ: تعزیہ شریف کہئے یا امام بارہ کہئے یا کربلا کہئے، ان تمام لفظوں کو سنتے ہی حسین

پاک کی شہادت کا نقشہ دل میں موجزن ہو جاتا ہے اور نگاہیں اشک بار ہو جاتی ہیں۔

حضرت شاہ نیاز احمد نیاز بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ایک مرتبہ جناب اکبر علی صاحب آئے اور آپ سے چند باتیں دریافت کیں۔ ان سے سوالات اور آپ کے ہر سوال کا جواب ذیل ہے۔

پہلا سوال: سماع کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے آپ نے جواب دیا ڈھول کی آواز ایسی کانوں میں بھری ہے کہ دوسری بات سنائی نہیں دیتی۔

دوسرا سوال: تعزیہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں، جواب اگر تعزیہ بنانا ہوگا تو میں اجازت تعزیہ بنانے کے نہیں دوں گا۔ اس واسطہ کے کماحقہٗ اس کی تعظیم نہ ہو سکے گی۔ اور جو بن گیا ہوگا تو جتنا ممکن ہو تعظیم کروں گا۔

تیسرا سوال: یزید کے لعن کے متعلق کیا خیال ہے آپ نے جواب دیا آج تک اللہ تعالیٰ نے میری زبان کو اس نام خبیث سے بچایا ہے میری رائے میں ایک مرتبہ یہ زبان سے نکل جائے تو دن بھر زبان کی نجاست نہیں جاتی۔ میں تو لعن یا غیر لعن اس کا نام بھی نہیں لیتا۔ اتنی دیر حسن حسین کیوں نہیں کہوں کہ نور ایمانی سے سرسار ہو جاؤں۔

(کتاب قاضی حمید الدین ناگوری)

حسین پاک اور خاکِ کربلا

برآعظم امریکہ میں یوم عاشورہ کی مناسبت بہت بڑے جلوس برآمد ہوتے ہیں۔ یہاں امام حسینؑ کے مقتل کی خاکِ شفاء کی فریج موجود ہے جو کسی اور کے پاس شمالی امریکہ میں نہیں ہیں اس فریج کی خاک کا رنگ عصر عاشورہ میں مکمل سرخ ہو جاتا ہے اور رنگ

بدلتے ہی کہرام ماتم بپا ہو جاتا ہے۔

(سہارا اخبار، 4 دسمبر ۲۰۱۱ء بروز اتوار، پٹنہ)

آج چودہ سو برس گذرنے کے بعد بھی خون حسین پاک کا اعجاز دیکھئے، دیکھتے ہی دیکھتے عصر عاشورہ کے وقت مقتل حسین کی مٹی خون سے آلودہ ہو جاتی ہے اور عاشقان حسین پاک کا دل اس منظر کو دیکھ کر ماتم کدہ بن جاتا ہے۔ عزیزوں یہ مٹی بے جان ہے مگر نسبت امام حسین کے مقتل سے رکھتی ہے جب مٹی کو مقتل حسین سے نسبت مل گئی تو عصر عاشورہ مکمل سرخ ہو جاتی ہے ہم گنہگاروں کو بھی امام حسین کی سچی محبت ہوگئی تو الفت حسین میں روح کو مکمل تازگی مل جائے گی جس طرح مقتل حسین کی مٹی کو ملتی ہے۔

فکر و نظر

۶۱ سنہ ھ میں شہادت امام حسین پاک ہوئی۔ ۸۶ سنہ ھ میں خاندان بنو اُمیہ کا مشہور بادشاہ ولید بن عبدالملک تخت نشیں ہوا اس کے دور حکومت میں عربی حکومت کا جھنڈا اسپین سے چین تک لہرانے لگا۔ عرب، عراق، شام، افریقہ، برّ اعظم، ایران، مراکش، مصر، سب ان کے قبضہ میں تھے۔ عرب تاجر دنیا کے کونے کونے میں پھیل کر ایک طرف تجارت اور دوسری طرف تبلیغ اسلام کا فریضہ بھی انجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی و امام حسین علیہ السلام کی یزیدیوں کے ہاتھوں ہوئی شہادت کا ذکر و پیغام حق مسلمانوں و کافروں کے درمیان سناتے رہے اور دعوتِ اسلام سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے رہے۔ دھیرے دھیرے کفر کی زنجیریں ٹوٹنے لگی۔ اور کفر اسلام میں بدلنے لگا۔ وحدانیت کا تذکرہ کر کے دلوں کو سکون نو عطا کیا۔ رسالتِ مآب کا معجزہ لوگوں میں بیان فرمایا۔ جب کعبہ اور مدینہ کے نقشہ کا ذکر کیا تو دل مسلمانوں کا بیقرار ہو گیا اور اہل عرب سے پوچھنے لگے آخر کعبہ اور مدینہ شریف کا نقشہ کیسا ہے۔ ماضی میں سنہ کوئی ایسے

آلات تھے نہ کیمرہ وغیرہ جس سے کعبہ ومدینہ شریف کی تصویر کھینچ کران کے بیقرار قلب کو سکون عطا کیا جاسکتا تھا۔ بڑی دانش مندی سے اہل عرب کے مسلمانوں نے آپسی مشورہ کیا کیوں نہ بانس کی لکریوں کو تراش کراس کی کھپیاں نکالی جائے شبیہہ کعبہ اور مدینہ شریف کی تعمیرانِ کھپیوں کو باندھ کرکی جائے اوراس کے بعدرنگین کاغذوں سے مزین کیا جائے۔ یہ آپسی مشورہ سبھوں کے لئے ایک نیک اوراچھا مشورہ تھا۔ پھرکیا تھا دیکھتے ہی دیکھتے ہندوستانی مسلمانوں کے سامنے کعبہ اور مدینہ شریف کا نقشہ اپنی رات دن کے کاوشوں سے مزین ہوکران لوگوں کے روبروپیش کیا۔ جب ہندوستانی مسلمانوں اورغیرقوموں نے کعبہ اور مدینہ شریف کے نقشہ کو اپنی سرکی نگاہوں سے دیکھا دل مچل گیا۔ آنکھیں نم ہوئی۔ لبوں سے بوسہ لیا آنکھوں سے لگا کرسر پر رکھا اور بیقرار دل کوسکون قلب میسر ہوا کعبہ اور مدینہ شریف کے نقشہ کو اپنی نگاہوں اورقلب میں مزین کرکے عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے۔

میرے عزیزوں کیا بانس کا پیرحرام ہے کیاان کی کھپیاں حرام ہے کیاباندھنے والی رسی حرام ہے کیا کاغذ حرام ہے جب حرام نہیں ہے تو یہ یزیدی مولوی کیسے تعزیہ شریف کوحرام کہتے ہیں کعبہ شریف ومدینہ شریف کا تغرہ گھروں میں رکھنا جائزاوردرست ہے پھرامام حسین کا تعزیہ کیسے حرام ہے؟

حقیقی دلائل

اے زاہد خشک ہاں لفظِ تعزیہ مُتکلفظ بہ تعزیت رسم معرفہ غیرعلم ہے نہ کہ تیری سمجھ کے موافق اسم معرفہ عَلَم جس کے معنٰی بھی ماتم پرسی کے ہیں۔ اور باعتبارِ معرفہ غیر عَلَم ہونے کے تعزیت ہی کی جہت سے تعزیہ نام رکھا گیا ہے۔ ورنہ اس کا نام تعزیہ ہی نہ ہوتا اور حسبِ فرمانِ رسول علیہ السلام اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتْ۔ تعزیہ بہ نسبت تعزیت شرعاً جائز سمجھ کر اختیار کیا گیا ہے اور تعزیت عام وخاص ہر مسلم برائے عام وخاص ہر مسلم مخصوص تعزیت اہل

بیت اظہار رسول علیہ السلام فعل حسن غیر شر الامر و غیر محدث و غیر بدعت مستنبط شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت سے کیا گیا ہے۔ اس لئے پڑھے لکھے نام محمد فاضل۔ کس قدر عجیب العجائب بات تیری ہے کہ گائے اور بیل اور بکرا جو شریعت میں حلال ہے۔ مہادیو اسم شیطان کی طرف منسوب گائے کی سانڈ اور گنیش کے نام کا چھوڑا ہوا بیل کا سانڈ اور سدو خنّاس کے نام سے منسوب بکرا تیری قضاء کے نزدیک حلال سے حرام ہو جاتا ہے لیکن حسین علیہ السلام جو بہ نیتِ تعزیت حسین علیہ السلام کے یقینی از مباہات شرعیہ سے ہے جائز نہیں ہوتا۔ اے نا سمجھ امام حضرت حسین علیہ السلام مسمّٰی و مظہر اسمِ صفت اللہ لوی ہے۔ بامثل مہادیو علیہ اللعنِ مسمّٰی و مظہر اسم ابلیس و شیطان۔ قال اللہ تعالیٰ فی قرآن المبین اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا۔ ترکیب نحوی میں لفظِ اللہ مبتدا واقع ہے اور لفظِ ولی اوس مبتدا کی خبر جس کے کہ معنی ہیں اللہ ولی ہے برعکس کے اس کے کہ مہادیو اور گنیش اور سدّ و مسمّیات مظاہر اسماء شیطان۔ جیسے گائے بیل بکرا اسماء مذکورہ مظاہر و مسمّیات اسم شیطان کی طرف منسوب کر دینے سے حلال سے حرام ہو گیا۔

بعلیہ مطلق تعزیۂ امام حسین علیہ السلام مسمّٰی و مظہر اسم صفت اللہ الوی ہونے کے اگر حرام تھا تو بھی جائز و حلال ہے واقعی ملّا ء تفتازانی مصنف مختصر معانی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ کہ اسلام کا بانی عرب کے اونٹوں کی گردنوں پر سے بہ گیا نہایت صحیح ہے۔ (کتاب جوازِ تعزیہ)

پیارے مفتی شرعاً تعمیر روضۂ بے جنازہ ناجائز ہے یا روضۂ بے جنازہ پر بین کرنا یا تعمیر روضۂ بے جنازہ اور روضۂ بے جنازہ پر بین کرنا دونوں ناجائز ہیں اگر تعمیر روضۂ بے جنازہ ناجائز ہے تو فعلِ خلفاء راشدہ سے ابھی مابین مدفن سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سیدنا

ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ مدفن عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جائے مقرر کردہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کہ جس پر شکل روضہ بھی ہے موجود نہ ہوتی اگر تعمیر روضۂ بے جنازہ ناجائز شرعی ہوتی تو تقرر مدفن عیسیٰ علیہ السلام بے جنازہ اور باروضہ فعل خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین نہ ہوتا۔ پس جبکہ نفس تعمیر روضۂ بے جنازہ از عملِ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم ہے تو تمامی امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے تعمیر روضۂ بے جنازہ حسبِ فرمانِ صحیح رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کہ عَلَیکُمْ مُسنّتیْ وُسُنّةُ خلفائی الرّاشِدِیْنِ المھدیثین کا کہ حاصل کلام یہ ہے ایسے میری امّت تجھ پر میرا بھی اتباع لازم ہے اور میرے ان خلفاء کا بھی کہ جو خود بھی ہدایت پائے ہوئے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی ہدایت کرنے کے قابل ہیں۔ ہے یقینی جائز شرعی ہے۔ رہا بین کرنا جو ڈھاریں مار مار کر اور چھاتیاں کوٹ کوٹ کر بیان کر کے رونا کھلاتا ہے سو یہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ ارادہ سے یہ صورت اختیار کر لینا اسے بین اختیاری کہتے ہیں اور یہ ناجائز ہے دوسرا یہ کہ کسی دوسرے وجہ سے بے ارادہ و بے اختیار خود بخود از رشتۂ محبت اضطراراً یہ صورت پیدا ہو جائے جیسے سوائے چند حضراتِ اخصِ خواص عامہ امتِ حاضرۂ موجودہ چہ ذکور وچہ اُنثیٰ کلھم اَجْمَعُونْ سے وقت رحلت وفات سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اس کیفیت وصورتِ اضطرابی وغیر ارادی و بے اختیاری کا ظہور ہوا تھا۔ لہٰذا آج کل کے مفتیوں کی طرح نہیں کہ بین اختیاری وارادی و بین اضطراری و بے ارادی وغیر اختیاری کے احکام ہی کو شریعت سے مستفہم ہو کر علیٰحدہ علیٰحدہ جاری کر کے بلکہ خواہ اپنی علمی بے بضاعی کے سبب یا کم فہمی کے باعث گدھے اور گھوڑے دونوں کو اَلّلٹپ ایک ہی ہانک ہانک بین اختیاری و بین اضطراری دونوں کو ناجائز ہی قرار دے بے تکلف تختی تقریری یا تحریری اُمتِ مرحومہ پر برسنے لگتے ہیں اور یہ خطاء عظیم ہے۔ یَا اَیُّھاَ العلماء فاروق اعظم عمر

رضی اللہ عنہ بھی موقعہ مذکورہ پر عشق پر کہ جو ہیجانِ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں احساسِ فراق سے اضطراراً بے ارادہ وبغیر اختیار دھاڑیں مار مار اور چھاتیاں کوٹ کوٹ اور بیان کر کے رونے والوں پر مصلحتاً تادیباً (نہ کہ خطا شد) قصدِ تشدد فرما بیٹھے تھے۔ لیکن قربان جائیے آپ کی استعداد شعور پر کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یہ فرما دینے سے اے عُمرؓ چونکہ یہ کیفیت اختیاری تو ہے نہیں کہ جو ناجائز ہوئی۔ یہ کیفیت کیفِ اضطراری بے ارادی ہے وغیرہ اختیاری احساسِ فراق سے ہیجانِ محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے۔

اے عمر اَلْعِشقَ حَرِیصٌ لِمَا مُنِعَ ان لوگوں سے ہرگز ہرگز سختی برتنے کا قصد نہ کرو ان کو انہیں کے حال پر چھوڑ دو چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ترکِ قصد تشدد فرما اُمت کو اُمت کے حال پر چھوڑا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے سننے کی طرف توجہ مبذول فرما دیا۔ لہٰذا ایسے مواقع پر کہ جہاں کیفیت اضطرابی بے ارادی غیر اختیاری پیدا ہو جاتا ہو اور وہاں خلفاء راشدہ تک سے سوائے خاموشی اور سکوت کے اور کچھ نہ سرزد ہوا ہو تو پھر ایسے مواقع پر ان کے اتباع میں ہم سب کو کس برہانِ قاطع شرعی کر خاموشی اور سکوت لازم نہیں۔ کیا ہم جمیع افراد جنس اُمت بقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس امر کے مامور نہیں کیئے گئے کہ میری اُمّت کو چاہئے کہ میری آل سے محبت کرے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اللہ تعالیٰ سے دعاءاً یہ التجا نہیں کی کہ اے اللہ یہ دونوں محبوب محبوب ہیں میرے تو بھی ان دونوں کو محبوب گردان لے اور میری اُمت سے بھی جو محبت کرے اُن سے اسے بھی تو محبوب سمجھنا اپنا جناب مفتی صاحب یہ تو فرمائے کہ بین کا کرنا فعل نفس تعزیہ روضہ بے جنازہ ہوتا ہے یا فعل جاہل اور امرِ دین اگر بین کا کرنا واقعی فعل جاہل اُو امرِ دین ہوتا ہے تو اس میں نفس تعزیہ روضہ کی خطاء جو نفسِ تعزیہ یہ عتاب نازل کیا جاتا ہے کہ تعزیہ دیا سلائی لگا کر

پھونک دیا جائے اور اس کے دیکھنے سے لوگ اجتناب کریں تا کہ ان کی بیویاں ان کے عقد سے خارج نہ ہو جائیں کیونکہ تعزیہ ان عجائب وغرائب کبائر کا لوگوں کو مرتکب کر دیا کرتا ہے جس سے ان کی بیویاں ان کے عقد سے خارج ہو جایا کرتی ہیں۔ العیاذ باللہ العیاذ باللہ۔

اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کو بہ نیتِ بیت اللہ برائے کردنِ طوافِ طائفین اور برائے کردنِ رکوعِ راکعین اور کردنِ طوافِ طائفین اور برائے کردنِ سجدۂ ساجدنین بنوایا تھا۔ لیکن جبکہ ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبعوث فی العرب ہونے کے بعد خانہ کعبہ بیت اللہ کو دیکھا کہ کفار و مشرکین عرب نے اسے بیت اللہ سمجھا اور رکھا ہی نہیں چہ جائیکہ اس میں اللہ تعالیٰ کو طواف و رکوع و اعتکاف و سجدہ بھی کرتے بلکہ بعکسہ اسے صنم خانہ سمجھا اس میں لات اور منان اور ہبل اور عزیٰ جیسے ہزاروں نہیں بلکہ اس کے رگ رگ اور ریشے میں لاکھوں بت صنم پرستی شرک اور کفر کرنے کے لئے رکھ لئے۔ چنانچہ شہادت کے لئے آنکھ، ناک، کان، منہ بگاڑے ہوئے ہزاروں بُت وہاں ابھی تک موجود ہیں۔ کعبہ کو کس لئے ساختہ پرداختہ کیا گیا تھا اور ناسمجھوں نے پھر اُسے کیا کچھ نہ سمجھ۔ اُسے بجائے طاعت و عبادت حق کرنے کے اس میں کیا کیا کچھ کفر و شرک نہیں کیا۔ لیکن حضرتِ حق یا شارع علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو جس طرح سے تم نے نفس تعزیہ حسین علیہ السلام کو توڑ پھوڑ ڈالنے یا اس کے جلا دینے کا حکم جاری فرمایا نہ اس ہر نفت ڈال کر پھونک دینے ہی کا فرمان نافذ کیا اور نہ ان وجوہ کررو سے شر الامر بی سمجھا۔ اور خانۂ کعبہ کو ڈھا دینے ہی کا حکم جاری فرمایا۔ بلکہ برخلاف تمہاری طبائع اور خصائل اور عقول اور فہوم کے انہی سمجھ کے موافق کہ فرمان خود ہے اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَاتِ برائے کعبہ نیتِ حق و نیت سیّدنا ابراہیم و سیدنا اسمٰعیل علیہما

السّلام کوللخیراتِ والحسناتِ والبرکات سمجھا اس قدر صاحب عظمت و جبروت اسے سمجھا کہ اللہ تعالیٰ سے اسے اپنے طواف واعتکاف ورکوع وسجدے کے واسطے اپنا کعبہ کر دینے کے لئے درخواست کرنے لگے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے اسے اپنا قبلہ وکعبہ تک گردانوایا اپنا قبلہ و کعبہ ہوجانے کا اس پر حکم تعالیٰ جاری کرالیا۔ (کتاب جوازِ تعزیہ)

اے ذی علم، جبکہ ہم ذکر اللہ کے لئے بلا قید ذکر اسماء فرات اللہ وصفات اللہ و افعال اللہ تینوں یا تینوں میں سے چاہے جو شئے کے لئے منجانب اللہ مامور کئے گئے ہیں۔ اور اسم امام حسین علیہ السلام مسمار و مظہر اسم صفت اللہ الوی یقینی و قطعی ہے اور تعزیہ حسین علیہ السلام اپنے بنانے یا دیکھنے یا جلوس میں شریک ہونے والے کی قربان یا خیال یا دل یا روح میں ذکر مسمّٰی ومظہر اسم صفت اللہ الوی اسم امام حسین علیہ السلام جاری کر دینا ہے تو تعزیہ یہ آلۂ ذکر اللہ یا آلۂ ذکر شیطان اور آلۂ ذکر اللہ کس قاعدۂ شرعی کر حسن الامر وماجورِ جنت نہیں بلکہ شر الار محدث و بدعت وضلالت مدخل دوزخ ہے اگر آلۂ ذکر اللہ تیرے دین میں شر الامر اور محدث اور بدعت اور ضلالت اور مدخل النار ہے تو تیرے ایسے دین کو ہم محققین کا سو کرور مرتبہ سلام ہے رہی تمہاری بات کہ ہم تعزیہ کو اس لئے منع کرتے ہیں کہ لوگ تعزیہ کے روبرو کھڑے ہوکر امام حسین علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوکر ان سے مرادیں مانگتے ہیں۔ اور امام حسین علیہ السلام غیر اللہ ہیں اور غیر اللہ سے مراد مانگنا شرک عظیم ہے۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ○

اے کٹھ مُلّا جبھی تو تجھے صوفیہ کٹھ مُلّا اور زاہد خشک اور ایسے عقائد کو عقائد وہابیہ کہتے ہیں۔ اے کج فہم امام حسین علیہ السلام جبکہ مسماء و مظہر اسم صفتِ اللہ الولی ٹھہرے تو کس قاعدہ سے شرعی وہ غیر اللہ ٹھہرے جس سے تونے اور ہر وہابی نجدی نے ان کی یا ہر ولیؒ و نبیؑ و

رسولؐ کی طرف متوجہ برائے طلب مراد ہونا یا کسی ولی یا نبی یا رسول کی بطرفِ نداء یا ولی اللہؒ یا نبی اللہؐ یا رسول اللہؐ یا حسینؓ کہہ کر پکارنا شرک سمجھا اور حضرات مذکورین کو قابل حاجتِ روائی نہ سمجھا اے نا سمجھ کوئی نبی یا رسول بغیر تکملۂ ولایت نبی یا رسول نہیں ہوتا۔ یعنی ہر نبیؑ و رسولؐ ولیؒ یقینی وقطعی ہوتا ہے اور ولی تو ولی ہوتا ہی ہے ولی مسماء ومظہر اسم صفت اللہ الولی ہوتا ہے اور اسماء الٰہیہ یا ذاتی ہیں یا صفاتی یا افعالی اور ان سب کے لئے مسمّٰی ومظہر ہوا کرتا ہے۔ جیسے اسم ذاتِ اللہ (اللہ اور رحمٰن اور نور) اور اسم صفتِ اللہ (رَبّ اور رحیم اور رؤف) اور اسم فعلِ اللہ (رشید اور خالق اور باری) تو یہ تمامی خواہ ذاتی ہوں یا صفاتی یا افعالی اسماء محض ہیں جو اپنے لئے مسمّٰی ومظہر چاہتے نہیں کیا تیرے علم وفضل کے نزدیک خواہ اسماء ذاتی ہوں یا صفاتی یا افعالی۔ اللہ رب، رشید نور اللہ ہے اور مسماء ومظہر اسم اللہ اور رب اور رشید کوئی چیز ے دیگر غیر اللہ خدا کی قسم۔

گر ہمیں مکتب ہمیں مُلّا
کارِ اسلام ختم خواہد شد

اے کج فہم خواہ اللہ کے اسماء ذاتی ہوں یا صفاتی یا افعالی ان سب کے مسحیات و مظاہر کی کثرت موہومہ ہی وحدت قرار پا کر شئے واحد مسمّٰی ومظہر ہر اسم اللہ عند علم الشریعہ والفضل مفہوم ومعقول ہے۔

خدا کی قسم سعدی شیرازی نہایت راست گفت است

اے عالم ناداں تو دریں علمِ غروری | نزدیک بمعبود نہ ای بلکہ تو دوری
درخلوتِ دل تا نہ کنی الفتِ توحید | حق دانہ شناسی تو ازیں کنز وقدوری

للہ جلد از جلد کسی شیخ کامل کی صحبت میں پہنچ کر اپنی عقلِ ناقص اور علم نارسا کے

ناحق سے عالم ظاہر کسی کامل سے بیعت جلد ہو کر نوح کا طوفان ہے کشتی ابھی ساحل میں ہے ورنہ آخرت نزدیک ہے۔ (کتاب جوازِ تعزیہ)

مخالفین تعزیہ

اکثر مخالفین تعزیہ کہتے ہیں ہند میں تعزیہ داری تیمور لنگ نے جاری کیا۔

اس کا جواب یہ ہے تیمور لنگ تو ایک لٹیرا بادشاہ تھا لٹیروں کا کوئی مذہب نہیں ہے وہ اپنی مقصد برآوری کے لئے جہاں جب موقعہ دیکھتا تھا ویسا کر لیتا تھا۔ تیمور لنگ نے ۱۳۹۸ء میں دہلی کے سلطان محمد تغلق پر حملہ کیا الزام یہ تھا کہ ہم نے جن باغی پٹھانوں کو سمر قند، بلخ، بخارا اور قندھار سے شہر بدر کر دیا تھا ان باغیوں کو ہند میں کیوں پناہ دیا گیا گویا اسی قصور میں دہلی کو پندرہ دنوں تک لوٹتا رہا۔ تیمور لنگ نہ تو ہند کا بادشاہ تھا نہ تو دہلی کے کسی حصہ پر حکومت کر سکا اور نہ دہلی کے باہر کسی علاقے میں پہنچ سکا۔ غور طلب بات یہ جبکہ ہند کے باہر گوشے کراچی، کچھ، کوکن سے آسام، ناگا۔ گارو، کھسیا تک کشمیر، پیشاور سے سندری۔ مالابار تک اور جزائر لکش دیپ مالدیپ، انڈمن نکوبار تک تعزیہ داری جاری ہے۔ پھر یہ کیسے ممکن کہ صرف پندرہ دنوں میں تیمور لنگ نے چھومنتر سے تعزیہ داری جاری کر دیا۔ جبکہ اس زمانے نہ ریل و تار تھا اور نہ تیمور لنگ نبی یا پیغمبر تھا۔ اور دوسری بات یہ کہ تیمور کے خاندان سے اورنگ زیب عالمگیر تھا جس نے ۱۶۰۹ء سے ۱۷۰۷ء تقریباً ۵۰ سال تک ہند پر حکومت کیا اور عمر بھر تعزیہ و مزار کے خلاف جنگ کرتا رہا اگر تعزیہ داری کی اجراء پندرہ دنوں میں تیمور جیسا ایک لٹیرا کر سکتا ہے تو اورنگ زیب عالمگیر جیسا ایک بادشاہ پچاس سال میں ختم بھی کر سکتا تھا۔

تیسری بات یہ: تیمور لنگ ۱۳۹۸ء میں ہندوستان آیا اس سے پہلے ۱۱۷۶ء

خواجہ غریب نواز آئے تو ہند میں تعزیہ داری جاری تھی۔ اور خواجہ غریب نواز سے پہلے ۹۹۸ء میں محمود غزنوی سے ملتان کے حاکم ابوالفتح لودی پر حملہ کیا تو تعزیہ داری جاری تھی۔ ان سے پہلے ۹۰۰ء میں ابوالفتح لودی کے دادا، پردادا داود بن نصیر بن حمید ملتانی تعزیہ دار تھے۔ جن کے خلاف فتویٰ نکلا تھا کہ حمید ملتانی باطنی قرامطی ہیں۔

نوٹ: یہ دونوں لفظ اس زمانے میں تعزیہ دار کے خلاف بولے جاتے تھے جیسے فی زمانہ تعزیہ داروں کو مشرک اور بدعتی کہتے ہیں۔ اسی طرح زمانہ قدیم میں تعزیہ داروں کو باطنی اور قرامطی کہتے تھے۔ (کتاب تعزیہ کی حقیقت)

سندھ کے راجہ داہر کا واقعہ یوں ہے کہ حسن بصریٰ کے زمانے میں حجاج بن یوسف کے خوف سے جو مسلم مہاجرین بغداد اور بصرہ سے بھاگ کر سندھ میں پناہ گزیں ہوئے تھے حجاج بن یوسف نے ایک جہاز کو بھیج کر ان مہاجروں کو واپس لایا جائے کہ وہ میرے خلاف کوئی سازش یا بدنامی کا پروپیگنڈہ نہ کر سکیں حجاج کی فوج نے اُن تعزیہ دار مہاجروں کو گرفتار کر کے اپنے جہاز میں بیٹھالیا۔ تب ان مہاجروں نے راجہ داہر سے فریاد کی ہم لوگ رفیوجی ہیں۔ پناہ دی جائے ورنہ ہم لوگوں کو واپس لے جا کر قتل کر دیا جائے گا۔ راجہ داہر کو رحم آ گیا۔ ان مہاجروں کو جہاز سے اُتار لیا۔ اور اپنے پناہ میں رکھ دیا۔ جبکہ حجاج بن یوسف نے سنا تو محمد بن قاسم کو فوجی کمانڈر بنا کر سندھ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ محمد بن قاسم نے ۱۲ء میں سندھ پر حملہ کر کے راجہ داہر کو قتل کر دیا۔ اور ان کی دو بیٹیوں کو پکڑ کر لے گیا اور اعلان یہ کیا کے راجہ داہر نے ہمارا جہاز لوٹ لیا اور ہمارے قیدیوں کو جہاز سے اُتار لیا تھا۔ (کتاب حقیقت نمبر ۶ صفحہ نمبر ۵۱)

مخالفین تعزیہ کہتے ہیں کہ ہند میں تعزیہ داری شیعوں کی نقل ہے

اکثر مخالفین تعزیہ کہتے ہیں کہ ہند میں تعزیہ داری شیعوں کی نقل ہے اور شیعوں نے رام لیلا وغیرہ سے نقل کیا ہے۔

جواب: جبکہ مسلمانوں میں ۷۳ فرقے نمودار ہیں۔ اور کوئی ایک دوسرے کی نقل نہیں کرتا ہے بلکہ برعکس جیسے سنّی اگر داڑھی رکھتے ہیں اور مونچھیں منداتے ہیں تو شیعہ اکثر مونچھیں رکھتے ہیں۔ اور داڑھی منڈاتے ہیں شیعہ نمازیں ہاتھ لٹکے اور سنّی نماز میں ہاتھ بندھے پڑھتے ہیں۔ پس جبکہ شیعہ سنّی عقائد میں خواہ مخواہ اختلاف ہے تو یہ کہنا کیونکر درست ہے کہ تعزیہ داری شیعوں کی نقل ہے البتہ یہ کہنا صحیح ہے کہ سنیوں کی نقل سے شیعہ بھی تعزیہ داری کرنے لگے ہیں۔ ورنہ شیعوں کے یہاں تعزیہ داری نہیں تھی۔ شیعہ حضرات تو ایام محرم میں سیاہ پوشی اور ماتمی جلوس نکالتے ہیں۔ یہ تعزیہ داری نہیں البتہ سوگواری ہے جس کو عزاداری بھی کہا جاتا ہے لیکن ہمارے تعزیہ داری میں محض سوگواری نہیں اور صرف ایام محرم میں ہی نہیں ہر روز اور ہر وقت راز حیات النبی کا روشن سبق سامنے اور ہوش وحواص درست رکھ کر یزید کے ظلم وستم کا احتجاج کرتے ہیں۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام کا احسان مانتے ہیں کہ یہ اپنی شجاعت سے راز حیات النبی کے سبق کو بچالیا۔

(کتاب تعزیہ کی حقیقت)

مخالفین تعزیہ کا یہ بھی کہنا ہے تعزیہ داری میں لوگ شراب پی کر کھیل تماشہ اور جھگڑا فساد کرتے ہیں علاوہ اس کے اور بھی کئی برائیاں ہوتی ہیں اس لئے تعزیہ کو ہی بند کر دینا چاہئے۔

جواب: ہاں اگر کوئی برائیاں پھیلتی ہے تو ان برائیوں کو ضرور دور کرنا چاہئے مگر

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شراب نوشی یا برائیوں کے روک تھام کے لئے تعزیہ داری ہی کو بند کر دیا جائے۔ کیونکہ کبھی لوگ شراب پی کر خانہ کعبہ کے گرد ننگے ناچتے تھے۔ مگر اس قصور میں کعبہ نہیں گرادیا گیا۔ صرف وہ برائی دور کی گئی بھلا یہ کوئی عقلمندی کی بات ہوگی کہ ایام حج میں کسی حاجی کی جیب کٹ جائے تو حج کرنا بند کر دیا جائے۔ مسجدوں میں نمازی کا جوتا چوری ہو جائے تو نماز پڑھنا بند کر دیا جائے۔ ایسا کرنا تو سراسر بیوقوفی کی بات ہوگی اسی طرح تعزیہ داری میں کسی قسم کی برائی نظر آئے جو واقعی برائی ہے اسے ضرور دور کرنا چاہیئے مگر کسی بھی حال میں تعزیہ کی توہین زیبا نہیں۔ (کتاب تعزیہ کی حقیقت)

ملک عرب سے تعزیہ داروں کو شہر بدر کیا گیا تو بہتیرے مظلوم مہاجرین ہند میں آکر پناہ گزیں ہوئے۔ (کتاب حقیقت نمبر ۶ صفحہ ۵۲)

اسلام کی بنیاد انصاف پر ہے اور اسلام کی بناوٹ ایمان پر ہے۔ اور ایمان کی روح محبت ہے اور محبت کا ظہور دکھ میں کام آنا ہے جیسے دیکھئے حضرت اویس کرنی کی محبت وہ ادنا نمونہ تھا کہ جنگ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دکھ پڑا تو محبت میں اپنے داتوں کو توڑ ڈالا۔ ایسی محبت میں اعلیٰ نمونہ ہے کہ ساری امتِ محمدیہ کا سر قلم ہونے جارہا ہے تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنا سر پیش کر کے اسلام کا سر کٹنے سے بچالیا۔

مولانا عید القضاء لکھنوی

مولانا عین القضاء لکھنوی بہت بڑے عالم اور پیرو مرشد بھی تھے۔ اور تا عمر تعزیہ داری کی مخالفت کرتے رہے ایک ایسا وقت بھی آگیا ضعیفی میں اپنے کوٹھے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ نیچے سڑک پر محرم کے بعد چھوٹے چھوٹے بچے مٹی کا تعزیہ بطور کھلونہ بنا کر حسن حسین حسن حسین کہتے ہوئے راستے سے گذر رہے تھے۔ مولانا نے بچوں کا وہ کھلونا تعزیہ دیکھا

توکوٹھے سے نیچے کود پڑے اور بحالتِ غشی مولانا بھی حسن حسین حسن حسین کہہ رہے تھے۔ مولانا کی یہ کیفیت دیکھ کر ایک ہجوم لگ گیا۔ پوچھا گیا مولانا صاحب یہ کیا ہوا۔ مولانا نے فرمایا یہ کچھ نہ پوچھو کیا ہوا۔ جو ہوا سو ہوا۔ جب بچے وہاں سے کھلونہ تعزیہ لے کر اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ تو مولانا کو دیکھا گیا کہ کوئی عضو ٹوٹ پھوٹ تو نہیں گیا ہے مولانا نے فرمایا میں بالکل سلامت ہوں۔ میرا عقیدہ ٹوٹ گیا ہے میں نے بچوں کے تعزیوں کے ساتھ دیکھا۔ دکھا کہ امام حسن اور امام حسین علیہ السلام بھی ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔

(کتاب تعزیہ کی حقیقت)

۱۱۷۰ء تقریباً ساڑھے آٹھ سو سال پہلے تعزیہ شریف کی روایت ملتی ہے چنانچہ ۲۵ محرم الحرام کو سیدنا حضور بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے عرس کے موقع پر حضور معین الدین الملت والدین اجمیری سنجری رضی اللہ عنہ کا چاندی کا تعزیہ شریف رکھا ہوا ہے زائرین اس کی زیارت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ (دین محمدی اور تعزیہ داری)

عامر عثمانی مدیر رسالہ تجلّی دیوبند

عامر عثمانی مدیر رسالہ تجلی دیوبند تھے۔ جنہوں نے محمود عباسی کی معتوب (کتاب خلافت معاویہ و یزید) جس کتاب میں یزید کو امیر المومنین اور امام حسین کو واجب القتل اور باغی لکھا گیا ہے جس کے بعد مولوی عامر عثمانی نے کون سا معجزہ حسین علیہ السلام کا دیکھا کہ اپنے اخبار تجلی دیوبند دو صفحوں میں اپنا توبہ نامہ شائع کیا۔ اللہ و رسول اور تمام مسلمانوں سے معذرت ہے کہ حضرت علی معہ اہلبیت اطہار سے عداوت رکھ کر کوئی مسلمان صراط مستقیم کا راہرو نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ حضور کے آنکھوں کے تاروں سے کینہ اور دشمنی رکھنے کے معنی ہیں کہ اُس پر پیغمبر اعظم کی محبت کا سایہ تک نہیں پڑا ہے۔ (از رسالہ تجلی، دیوبند، ماہ اکتوبر ۱۹۷۱ء)

اورنگ زیب عالمگیر

اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ دہلی۔ تاعمر تعزیہ وعلم کی مخالفت کرتا رہا۔ باتفاق عبدالسطان عبداللہ آغا محسن خراسانی کا جلوس علم دیکھا اب وہی جانے کون سا معجزہ دیکھا کہ اپنے بیٹے معظم جاہ کو خط لکھا کہ بیٹا دنیا دوروزہ تو کسی طرح گذر جائے گی مگر یاد رکھو عاقبت کا سہارا حسین ہیں۔

ماہ رجب ۱۱۱۵ھ

اور مرتے وقت وصیت لکھوائی کہ کربلا معلّٰی کی مٹی اس کی میت کو مل دی جائے اور قبر میں چھڑک دی جائے۔ دریائے عصیان میں غرق گنہگاروں کے لئے امام حسین علیہ السلام کی درگاہ سراپا رحمت ومغفرت میں التجا کرنے کے سوا اور کوئی پناہ نہیں آلِ رسول کی محبت اجر نبوت ہے۔

(از دقائع عالمگیری سلسلہ نمبر ۱۰۵، صفحہ ۱۲۳ سے صفحہ ۱۲۶)

کوئی عالم ہو متقی کوئی حکمراں ہو یا بادشاہ جب تک وہ برسر اقتدار رہتا ہے اپنا ذہنی مذہب منوانے کی کوشش کرتا ہے مگر جب علم کی گہرائی میں اترتا ہے اور حقیقت سمجھ میں آجاتا ہے تو اپنے ذہن کو معطل کردیتا ہے اور جیسے اپنے ذہن کو معطل کر دیتا ہے تو روحانی حقیقت سے دل منور ہوتا ہے تب حافظ شیرازی کا یہ شعر سمجھ میں آتا ہے

آں داکہ دوستیٔ علی نیست کافرست
گو زاہد زمانہ گو شیخ راہ باش

کہ جو حضرت علی کا دوست نہیں وہ کافر ہے خواہ وہ زمانے کا عالم ہو یا کوئی پیر مرشد اسی شعر کے ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سمجھ میں آجاتی ہے۔

مَنْ کُنْتُ مولا فعلیٌ مولاہ (جس کا مولا میں ہوں اس کے علی مولا ہیں۔)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرح متین اس بارے میں کے

(۱) سیدنا حضور امام عالیمقام شہد اعظم حضرت امام حسین علیہ السلام کے جشن شہادت کے اعلان وتشہیر کے لئے تعزیہ بنانا ڈھول بجانا کیسا ہے:۔

(۲) تعزیہ شریف کے سامنے حضور عالی مقام شہید اعظم ودیگر حضرت انبیاء کرام و اولیاء عظام وکل مومنین ومومنات کے لئے ایصال ثواب وفاتحہ کرنا کیسا ہے بعض لوگ اس کو منع کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ ایسا کرنے سے پتہ نہیں لوگ کیا سمجھیں گے۔

(۳) تعزیوں کا احترام کرنا کیسا ہے۔

(۴) تعزیوں کو دفن کرنا کیسا ہے۔

مفصل جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

غلامان قدیری ٹمیال راج محل ضلع صاحب گنج، جھارکھنڈ۔

الجواب (۱) عام طور پر مسلمان اپنے جلسوں کانفرنس شادی بیاہ کے موقع پر جھنڈیوں جھالروں کا اہتمام کرتے ہیں۔ اور مختلف قسم کی سجاوٹ کرتے ہیں۔ اور اس کا مقصد صرف تشہیری ہوتی ہے تا کہ آنے جانے والے سمجھ جائیں کہ آج کوئی تقریب ہے جس معیار کی سجاوٹ ہوگی اسی معیار کی شہرت بھی ہوگی۔ یہ سجاوٹ دراصل پروپگنڈہ کی ہی ایک شکل ہے آج اس تشہیر پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ جلسہ گاہوں کو سجایا جاتا ہے۔ دور دور تک گیٹ لگائے جاتے ہیں۔ جب ہم اپنے جلسوں کی شہرت وپبلیسیٹی کے لئے یہ طریقہ استعمال کرسکتے ہیں۔ تو شہزادگان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ان طریقوں کا استعمال منع

ہوگا۔ تعزیہ سیدنا حضور عالیمقام شہید اعظم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے جشن شہادت کی تشہیر زریں اور محبوب ترین طریقہ ہے اور اسلاف کبار سے چلا آ رہا ہے عام طور پر بزرگان دین نے اس کو قبول و پسند فرمایا ہے اور تعزیوں کی زیارت پورے اہتمام واحترام کے ساتھ فرمائی ہے۔ ماضی قریب میں سیدنا حضور وارث علی شاہ صاحب دیوہ شریف، سیدنا حضور اللہ ہو میاں پیلی بھیتی، سیدنا حضور اعلیٰ حضرت اشرفی میاں رضی اللہ عنہم کچھوچھہ شریف کا تعزیوں کی زیارت کرنا ادب واحترام کے ساتھ منقول ہے، اکابر مارہرہ شریف بھی تعزیوں کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ سیدنا حضور قبلہ عالم شیخ العرب والعجم مرشد محترم شبیہہ سیدنا حضور غوث اعظم حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد عبدالرشید میاں قبلہ مدظلہ النورانی سجادہ نشیں پیلی بھیت شریف نے ارشاد فرمایا کہ سیدی مرشدی تاج الاولیاء قطب زماں حضرت علامہ الحاج شاہ سید محمد عبدالقدیر میاں پیلی بھیت رضی اللہ عنہ تعزیوں کی زیارت کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اور آج بھی تمام خانقاہوں میں تعزیوں کا اہتمام ہوتا ہے ان خانقاہوں میں جنہیں یزیدیت کی لُو لگ گئی ہے۔

اعلان کے لئے بھی ڈھول تاشہ وغیرہ بلاشبہ جائز ہے۔ اس کو منع کرنا حرام بتانا دین میں کھلی مداخلت ہے اور یزیدی جذبے کا سامان تسکین ہے اور حُسینیت کو مٹانے کی ایک سوچی سمجھی اسکیم ہے اہل سنت کے نزدیک ماتم ناجائز وحرام ہے سینہ کوبی یا ڈھول تاشے سے ماتم اعلان میں زمین وآسمان کا فرق ہے محرم شریف میں جو ڈھول بجایا جاتا ہے وہ امام حسین کی شہادت کی خوشی میں نہیں بلکہ اعلان حسینیت ہے یہ ڈھول تاشہ نہ تو ماتم ہے اور نہ شادیانے کے طور پر بجتا ہے بلکہ یہ تو صرف اعلان جشن شہادت حسین ہے۔

(۲) تعزیئے کے سامنے اور روح مومنین کو ایصال وثواب کرنا درست ہے اس میں کسی قسم کی کوئی قباحت نہیں ہے جہاں تک یزیدی فلسفے کی بات ہے کہ لوگ کیا سمجھیں.

گے'' تو پھر مزارات وقبور پر بھی فاتحہ پڑھنا چھوڑ دیں گے'' لوگ پتہ نہیں کیا سمجھیں گے کہ مسلمان مرتے ہی خدا ہو جاتا ہے لوگ اُسے سفید کپڑے پہنا کر اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں'' لوگ پتہ نہیں کیا سمجھیں گے'' اگر ان یزیدی فلسفے کو مان لیا جائے تو دین سے امان اٹھ جائے گا۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے ہماری نیت صرف شہدائے کربلا اور کل مومنین مومنات کے ایصال ثواب کی ہے اور اس میں سعادت ہی سعادت ہے قباحت کا کیا سوال۔

(۳) جس چیز کو اللہ والوں سے نسبت ہو جاتی ہے وہ معظم ومحبوب ہو ہی جاتی ہے تعزیہ کو سیدنا حضور امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے نسبت ہو گئی کہ یہ ان کا سامان تشہیر ہے اس کی تعظیم کرنا ایمان والوں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ جو دریاں چادریں محفل میلاد شریف میں بچھائی جاتی ہے ان کا بھی ادب کیا جاتا ہے اور جو صفیں مسجد میں بچھائی جاتی ہیں ان کی بھی تعظیم کی جاتی ہیں۔ لہذا تعزیے کو سیدنا حضور عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ سے سے نسبت ہو گئی ہے اس لئے اسے چومنا آنکھوں سے لگانا اہل ایمان کا طریقہ ہے۔ بذرگان دین سے تعزیوں کی تعظیم کی ہے آپ بھی کریں اور یزیدی مسلک کو قبول نہ کریں۔

(۴) تعزیوں کو دفن کرنا یہ بھی تعظیم کی ایک شکل ہے جیسے قرآن کریم کے اوراق جب بوسیدہ ہو جاتے ہیں تو ان کو گڑھا کھود کر ایا پرانی قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تا کہ ان اوراق کی بے حرمتی نہ ہو تعزیے کو کیونکہ سیدنا حضور عالیمقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے نسبت ہو گئی ہے لہذا اس کو یوہی چھوڑیں گے تو اس کی بے حرمتی ہو گی۔ اس لئے اس کو گڑھا کھود کر دفن کر دیتے ہیں تا کہ یہ نبی زادوں سے نسبت رکھنے والے کاغذ اور کھچیوں کی بے حرمتی نہ ہو ان مقامات کا نام جہاں تعزیے دفن ہوتے ہیں کربلا کہا جاتا ہے اس میں بھی شرعی

کوئی قباحت وممانعت نہیں ہے۔

مفتی سید محمد انتخاب حسین قدیری، مراد آباد شریف

(کتاب، تعزیہ شریف کا شرعی حکم)

اعلان کے لئے ڈھول بجانا ازروئے شرع شریف جائز ہے

سیدنا حضور سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری رضی اللہ عنہ کے آستانہ عالیہ پر یکم رجب کو عرس کا اعلان بذریعہ ڈھول تاشہ ہوتا ہے اور ڈھول تاشہ بھی بجایا جاتا ہے تمام دنیا کا مسلمان اس اعلان کو تقریباً آٹھ سو سال سے سن رہا ہے اور دیکھ رہا ہے، سیدنا حضور مخدوم علاء الدین صابر پاک کلیری رضی اللہ عنہ کے یہاں بھی اعلان عرس شریف ڈھول تاشے سے ہی ہوتا ہے جو آج بھی جاری وساری ہے۔ آیئے حوالے کی دنیا میں دیکھیں کہ اعلان کے لئے ڈھول بجانا ازروئے شرع کیسا ہے۔

جواب: نوبت بجانا اگر تفاخر کے لئے ہو تو ناجائز ہے اور لوگوں کو متنبہ کرنا مقصود ہو نفخات صور یاد دلانے کے لئے تو تین وقتوں میں نوبت بجانے کی اجازت ہے بعد عصر اور بعد عشاء اور بعد نصب شب کہ ان اوقات میں نوبت کو نفخ صور سے مشابہت ہے یہ نیت بہت اچھی ہے۔ اگر نوبت بجوانے والے کو بھی اس کا دھیان اور کاش سننے والے کو بھی نوبت کی آواز سن کر نفخات صور یاد آئیں مگر اس زمانے میں ایسے لوگ کہاں یہاں نوبت سے مقصود دھوم دھام اور شادی بیاہ کی رونق وزینت ہے۔

(کتاب بہار شریعت، جلد ۱۶، صفحہ ۱۱۰-۱۱۱)

فتاوۂ دار العلوم دیوبند

حوالہ: اصل اس بات میں یہ ہے کہ اذان اور نماز کے درمیان لوگوں کو نماز کے لئے بلانا اور جمع کرنا (کسی متعارف ذریعہ سے) مشائخ اور ائمہ نے بضرورت جائز بلکہ (۱)

مستحسن قرار دیا ہے جس کو اصطلاح میں تثویب کہتے ہیں کیونکہ مسلمانوں میں روز افروق غفلت اس کی مقتضی ہے کہ بار بار تنبیہ کی جائے اور اس تنبیہ کے لئے مشائخ رحمہم اللہ نے کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں فرمایا بلکہ (۲) ہر زمانے اور ہر جگہ کے عرف پر چھوڑ ہے کہ جو چیز لوگوں میں متعارف ہو جائے وہی ہر جگہ عمل میں لائی جائے اور بعینہ ایسا جیسے رمضان مبارک میں ابتدا اور انتہائے سحر کے لئے ہر شہر و قصبے میں اپنے عرف کے موافق مختلف صورتیں اختیار کی جاتی ہیں۔

کہیں گھنٹہ بجاتے ہیں کہیں نقارہ وطبل کہیں گولہ وتوپ چھوڑی جاتی ہے اور عموماً فقہاء نے اس کو جائز و مستحسن قرار دیا ہے، الیٰ آخرہ۔

فتاوٰی دار العلوم دیوبند جلد اول و دوئم صفحہ ۷۰

اعلان کے لئے دف کا بجانا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ دف، طبلہ، نقارہ، ڈھول یہ تمام کے تمام اعلان میں درست ہیں، غلامان حسینی ان کے ذریعہ تشہیر ذکر شہادت حسین کرتے ہیں۔ ماحول کو گرماتے ہیں جو بلا شبہہ ثواب کا کام ہے۔

ماہ محرم شریف کے پہلے عشرے میں ڈھول تاشہ یزید پلید پکا خبیث سے جوڑنا یہ یزیدیوں کی سوچی سمجھی اسکیم کا ایک تاریک حصہ ہے اور ماہ محرم الحرام کے پہلے عشرے میں ڈھول تاشہ بجانا برائے اعلان ذکر شہادت حسین حسینیوں کی سوچی سمجھی عقیدتوں سے آراستہ دین وسنت کی دودھیا چاندی میں نہائی ہوئی اسکیم کا روشن حصہ ہے مسلمان گھروں میں ہوں جہاں عشرۂ محرم میں ڈھول تاشے کی آواز آئی عشاق حسینی بیتابانہ عشق وعقیدت کا نذرانہ لئے تعزیہ شریف دیکھنے کو گھروں سے باہر آجاتے ہیں تعزیہ شریف کی زیارت کرتے ہیں اور آنسوؤں کا خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ (کتاب تعزیہ شریف کا شرعی حکم)

حضرت سید شاہ عبدالرزاق بانسوی رضی اللہ عنہ

تعزیئے کو کوئی یہ نہ سمجھے کہ محض کاغذ اور پٹی کا بنا ہوا ہے بلکہ ارواح مقدسہ شہدائے کربلا کی توجہ خاص ہوئی ہے۔

(کرامات رزاقیہ، دین محمدی و تعزیہ داری، تعزیہ شریعت کا شرعی حکم)

حضرت مولانا صوفی عبدالرزاق بانسوی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ جس وقت تعزیہ اُٹھتا تو آپ ننگے پاؤں تشریف لاتے۔ (کرامات رزقیہ، صفحہ نمبر ۶۵)

حضرت علامہ مولانا سلامت علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ مولانا سلامت علی دہلوی تلمیذ رشید سیدنا حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ تعزیہ داری آثار اسلام میں ہے اور ایک عالم بہت سی وجہوں سے بہروز ہوتا ہے اور اس سے دینی فائدے ہوتے ہیں۔

(تبصرۃ الایمان، دین محمدی و تعزیہ داری)

حضرت مولانا سید شاہ نیاز احمد بریلوی رضی اللہ عنہ

عارف یگانہ سیدنا حضرت مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی رضی اللہ عنہ جو جلیل القدر بزرگان دین میں سے ہیں۔ آپ کی سیرت طیبہ تعزیہ شریف سے متعلق کیا درس دیتی ہیں۔ اسے پڑھئے اور وجد کیجئے۔ شب عاشورہ میں دو بجے تعزیوں کی زیارت کو تشریف لے جاتے۔ اور پانچ اور سات تعزیوں کی زیارت کر کے واپس آتے۔ اخیر عمر میں جب چلنے کی طاقت نہ رہی تو حضرت متفرق بیٹھے تھے کہ صورت نورانی حضرت فاطمہ زہرہ سیدہ رضی اللہ عنہا کی تشریف آوری ہوئی۔ اور فرمایا کہ میاں آج ہمارے بچوں کی زیارت کو نہ اٹھو گے۔ حضرت شاہ نیاز پہ رقت طاری ہوگئی۔ خدام کو حکم ہوا کہ ہم کو لے چلو عرض کیا حضور چارپائی پر لے چلیں،

فرمایا نہیں پیدل لے چلو چنانچہ خدام نے دونوں جانب سے بغلوں میں کاندھا دیا اور حضرت نے پانچ تعزیوں کی زیارت کی اور اخیر عمر تک آپ کا یہی حال رہا۔

ایک دفعہ سورت کے رہنے والے ایک عالم دین حضرت شاہ نیاز احمد بریلوی کے ہمراہ ہوئے ہمیشہ کی طرح حضرت کی یہ عادت تھی کہ تعزیے کے تخت کو ہاتھ لگا کر اپنے منہ اور قلب پر پھیرتے تھے۔ مگر اس مرتبہ حضرت نے تعزیے کے تخت کو بوسہ دیا۔ اس پر مولوی صاحب کے دل پر یہ خیال گذرا کہ حضرت نے یہ کیا غضب کیا۔ حضرت نے اس کے خطرۂ قلبی پر آگاہ ہو کر ان سے تعزیے کی طرف دیکھنے کو کہا۔ مولوی صاحب نے دیکھا کہ تعزیے کے دونوں جانب حضرت امام حسن اور حسین علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام تشریف رکھتے ہیں ایک کا لباس سبز اور دوسرے کا لباس سرخ ہے مولوی صاحب کو تاب مشاہدہ نہ ہوا گر پڑے اور ان پر بے حد رقت طاری ہوئی یہاں تک کہ لوٹنے لگے۔ حضرت وہاں سے دوسرے تعزیے کی طرف تشریف لے گئے۔

(کرامت نظامیہ، مخزان الحزائن، صفحہ ۳۳۹، دین محمدی اور تعزیہ داری)

شیخ اعظم حضرت علامہ شاہ سید اظہار اشرف اشرفی کچھوچھہ شریف

شیخ اعظم حضرت علامہ شاہ سید اظہار اشرف صاحب اشرفی جیلانی سجادہ نشیں کچھوچھہ شریف نے اشرفی ہاؤس مرادآباد شریف میں ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ولی کامل سیدنا حضرت سید شاہ شہباز بھاگل پوری رضی اللہ عنہ تعزیے شریف کے خلاف تھے۔ اور بھاگلپور میں تعزیے داری دھوم دھام سے ہوتی تھی۔ بھاگلپور کے اکثر ساکنان آپ کے ہی مرید تھے۔ دسویں محرم تھی ایک مرید نے آکر عرض کیا کہ حضور تعزیہ داری آپ کے مریدین ہی کرتے ہیں۔ اور آپ اس کے مخالف ہیں۔ اس کو حکم دے کر بند کروا دیجئے۔ آپ کو جلال

آ گیا اور اپنا لٹھ لے کر چل دیئے کہ آج سارے تعزیوں کو توڑ ڈالوں گا۔ مگر جب تعزیوں کے قریب پہنچے تو آپ کے آنکھوں سے ساغر چھلکنے لگا۔ اور آپ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ اور آپ نے بھی تعزیوں کو کندھا دیا جب تعزیوں کا جلوس گزر گیا تو اسی مرید نے عرض کیا کہ آپ تو تعزیوں کو توڑنے گئے تھے، مگر آپ پیکر ادب واحترام بن کر تعزیوں کی زیارت میں مصروف ہو گئے تو سیدنا حضرت شہباز با گلپوری نے فرمایا کہ میں تو اپنے پروگرام ہی سے گیا تھا۔ مگر میں کیا کروں کہ میں نے دیکھا کہ سیدنا سید الشہداء امام عالیمقام شہیدِ اعظم حضور امام حسین علیہ السلام جلوس تعزیے کے ساتھ خود چل رہے ہیں۔ جب دادا جان کاندھا دے رہے تو پوتے نے بھی کاندھا دیا اور میں نے فیصلہ کرلیا کہ کبھی بھی مخالفت نہ کروں گا۔ (ندائے اہلسنت ویکلی، ۲۱ فروری ۲۰۰۳ء)

حضور سید حافظ وارث علی شاہ دیوہ شریف

دنیائے روحانیت کی عبقری شخصیت عالم پناہ سیدنا حضور حافظ وارث علی شاہ دیوہ شریف رضی اللہ عنہ کا ارشاد عمل بھی ملاحظہ فرمائیے۔ خبردار تعزیے کوئی یہ نہ سمجھے کہ خالی کاغذ پٹی بانس کی کھچیوں کا ڈھانچہ ہے۔ ملحوظ رہے کہ ارواح قدسیہ سید الشہداء علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ شہداء کربلا اس طرح متوجہ ہوتی ہیں۔ وارث پاک عالم پناہ ماہ محرم میں تعزیہ خانوں میں جاتے تھے۔ جب تعزیہ دار تعزیوں کو لے کر چلے جاتے تھے تب حضور وارث پاک حجرے کے اندر تشریف لاتے تھے۔ تعزیوں کو دیکھتے وقت چہرۂ انور کی عجیب حالت مشاہدے میں آتی تھی۔ اور دیر تک حضور انور عالم سکوت میں رہتے تھے۔ عشرۂ محرم اور چہلم کے روز آستانۂ عالی پر سبیل رکھی جاتی تھی۔ غرۂ محرم تک آپ مرثیے بھی سنتے تھے۔ اور اہلسنت کرام کی محبت اور شجاعت وبہادری کے تذکرے سماعت فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ حقانیہ، صفحہ ۱۱۰)

حضرت علامہ سلامت علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید حضرت شاہ عبد العزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ خدا کا شکر ہے تعزیہ داری آثار اسلام میں ہے اور ایک عالم بہت وجہوں سے بہروز ہوتا ہے اور اس سے دینی فائدے ہیں۔

(تبصرۃ الایمان دین محمدی اور تعزیہ داری)

حضور صدر الافاضل محمد نعیم الدین مرادآبادی

علم و آگہی کے آفتاب سیدنا حضور صدر الافاضل امام سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رضی اللہ عنہ تعزیہ شریف بنانے میں پابندی سے چندہ دیا کرتے تھے۔ اور آپ ہی کے مریدین و معتقدین و متوسلین اہل محلہ آپ کے مالی تعاون سے تعزیہ شریف بناتے تھے۔ گذشتہ سال ایک تقریب کے موقع پر مجھ فقیر قدیری نے بقیۃ السلف حضرت مولانا سید محمد اظہار الدین صاحب نعیمی عرف حنفی میاں سجادہ نشیں آستانہ عالیہ نعیمیہ و خلف اصغر حضور صدر الافاضل سے دریافت کیا کہ کیا حضور صدر الافاضل تعزیہ بنانے میں چندہ دے کر تعزیہ سازی میں شریک ہوتے تھے۔ آپ نے فرمایا میرے والد ماجد (حضور صدر الافاضل) ہمیشہ تعزیہ شریف بنانے میں چندہ دیتے تھے اور آپ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی تعزیے کی مخالفت نہ کی۔

(ندائے اہلسنت ویکلی، ۲۱ر فروری ۲۰۰۳ء) (کتاب تعزیہ شریف کا شرعی حکم)

تعزیہ شریف بنانے والوں کی راہوں میں ایرا غیرا نہیں بلکہ علم کا آفتاب عرفان کا ماہتاب کرنیں اور شعائیں بکھیرتا نظر آرہا ہے اور اپنے نقد عمل سے تعزیے کے جواز و استحباب پر مہر تصدیق ثبت کر رہا ہے اب اس تعزیہ شریف کے حق ہونے میں کیا کسر باقی

ہے فقیر قدیری نے جہاں تک محسوس کیا ہے کہ تعزیہ شریف کی مخالفت میں یہود و نصاریٰ کی سازش کارفرما ہے چونکہ یہود و نصاریٰ کسی بھی ایسے کام کو قبول و پسند نہیں کرتے جس سے اسلامی شان و شوکت کا مظاہرہ ہو اور مسلمانوں کے دینی جذبات میں اُبھار آئے۔ جذبہ جہاد میں جوانی و بیداری پیدا ہو نبی اور آل نبی اور اصحاب نبی کا وقار دلوں میں راسخ ہو۔ وہ اس کے خلاف پلاننگ کرتے ہی رہتے ہیں۔ اور اپنے منحوس منصوبوں کے لئے علماء سو کو آلہ کار بناتے ہیں اور یہ فارمولا ثابت کرتے ہیں کہ یہ ہے شرک و بدعت ہے فسق و فجور ہے اور مسلمانوں کو امور خیر سے روکتے ہیں۔ اور یہ بھی بھول جاتے ہیں کہ ہمارے حضرات اسلاف کبار کا کردار کیا ہے اور انہوں نے کس صراط مستقیم پر چل کر منزل مقصود کو پایا ہے۔

مکنپور شریف، اجمیر شریف، کلیر شریف، دہلی شریف، کچھوچھہ شریف، مارہرہ شریف، دیوہ شریف، پیلی بھیت شریف اور مراد آباد شریف تمام ہی خانقاہوں میں تعزیے داری پوری عقیدت و نیازمندی کے ساتھ جاری و ساری ہے بعض خانقاہیں ایسی بھی ہیں جنہیں یزیدی لُو لگ گئی ہے اور وہ تعزیہ داری کی سعادت سے محروم ہیں۔ کچھ خانقاہیں جو تعزیہ شریف کی مخالفت میں سرگرم عمل ہیں اور تعزیے کے خلاف بغاوت بلند کئے ہوئے ہیں۔ حسینی نسبت رکھنے والوں میں تعزیے شریف کی تعظیم بلاشبہہ روحِ ایمان ہے بلکہ عشق حسینی کی پہچان ہے اور عظمت حسینی رکھنے والے تعزیے شریف کی وہی تعظیم کرے گا جس کا دل جلوہ گاہِ خشیت رب ہوگا۔ جو دل کا متقی ہوگا جس کا دل متقی ہوگا اور جس کا دل بلائے یزیدیت میں گرفتار ہوگا اس کی اپنی یزیدی ٹیکنک ہوگی اور یزیدی سوچ ہوگی وہ اسی پر ننگا ناچ کرے گا۔ تعزیہ شریف ایمان والوں کی نگاہ میں بہت ہی محترم و معظم ہے ایمان والوں میں بھی دو جماعتیں ہیں ایک عوام دوسرے خاص، تعزیہ شریف ہر دو جماعتوں میں محترم و

معظم ہے اور دونوں جماعتوں نے تعزیہ شریف کا انتظام و اہتمام بھی کیا ہے تعزیہ شریف آج کی کوئی نئی بات نہیں ہے صدیوں سال بات پرانی ہے۔

۷۰ا۱ء تقریباً ساڑھے آٹھ سو سال پہلے تعزیے شریف کی روایت ملتی ہے چنانچہ ۲۵ رمحرم شریف کو سیدنا حضور بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے عرس کے مبارک موقع پر حضور معین الدین الملت والدین اجمیری سنجری رضی اللہ عنہ کا چاندی کا تعزیہ شریف رکھا ہوا ہے زائرین اس کی زیارت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ (دین محمدی اور تعزیہ داری)

(کتاب تعزیہ شریف کا شرعی حکم)

حضور اشرف الاولیاء اور تعزیہ شریف

حضور اشرف الاولیاء سیدی مرشدی و آقائی حضور سید شاہ مجتبیٰ اشرف اشرفی الجیلانی رضی اللہ عنہ کچھوچھہ مقدسہ راقم الحروف کے غریب خانہ پر موضع شمبھو پٹی، حاجی پور، ویشالی، بہار تشریف لائے۔ شام کا وقت تھا۔ حضور قبلہ سرنگوں ہو کر محو تجلیات میں گم تھے۔ آپ کے چہرئے انور سے انوار صاف ظاہر ہو رہا تھا۔ غلام نے اپنے سکوت لب کو بڑی مشکل سے جنبش دی اور مؤادب ہو کر کہا حضور تعزیہ شریف کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے۔ آپ کی نگاہِ ناز اٹھی اور جواب عنایت ہوا مجھ سے کیا پوچھتے ہو ان لوگوں سے پوچھو جو نہیں کرتے ہیں۔ آپ کا یہ عارفانہ جواب سن کر دل میرا مطمئن ہوا اور خوش ہو گیا اور میں خاموش ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

حضور شبیر میاں اور تعزیہ شریف

اعظم گڑھ کے ایک عظیم بزرگ حضور شبیر میاں رحمۃ اللہ علیہ سے ایک مولوی صاحب مرید ہوئے۔ دوران گفتگو میں پیر فقیر حضور شبیر میاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید مولوی صاحب کو

مخاطب کر کے فرمایا۔ سنو جی محرم الحرام کے مہینہ میں یوم عاشورہ کے دن ضرور آنا۔ مولوی صاحب اپنے پیر کی بات کو دل کی تختی پر نقش کرلیا۔ اور آنے والے دن کا انتظار بڑی بے صبری سے کرنے لگے۔ محرم الحرام کا مہینہ آیا تو یوم عاشورہ کے دن پیر صاحب کے یہاں تشریف لائے۔ جونہی ان کی نگاہ پیر صاحب پر پڑی تو حیران و پریشان ہو گئے اور اپنی نگاہ پیر صاحب کی جانب سے پھیر لی کیونکہ پیر صاحب اس وقت تعزیے شریف کو بوسہ دے رہے تھے اور مولوی صاحب کے دل ہی دل میں بات گونج رہی تھی کہ پیر صاحب بھی بدعت کا کام کرتے ہیں۔ پیر صاحب نے خصرۂ قلبی پر آگاہ ہو کر مولوی سے فرمایا بغور تعزیے شریف کو دیکھو پیر کا حکم پاتے ہی تعزیے شریف کو دیکھا اور دیکھتے ہی عالم غشی میں زمین پر گر پڑے اور گھنٹوں بیہوشی میں تڑپتے رہے اور جب ہوش میں آئے تو یا حسین حا حسین کا نعرہ بلند کرنے لگے۔ پیر صاحب نے مولوی صاحب سے پوچھا آپ نے تعزیے میں کیا دیکھا حضور جو دیکھا حق دیکھا زبان اس منظر کو بیان کرنے سے قاصر ہے۔ راقم الحروف کو ایک مرید خاص نے یہ واقعہ حضور گل اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ کی زبانی تاریخ ۲۹ رمحرم الحرام ۱۴۲۸ھ بروز اتوار ۹ ربجے دن میں سنایا تھا۔

تعزیہ شریف قبلہ و کعبہ کی طرف جھکا

حضرت سید مجاہد اشرف اشرفی اجیلانی اشرف چک سمری بختیار پور، سہرسہ و حضرت مولانا محمد داؤد حسین مصباحی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ سہرسہ، صدر المدرسین مرکزی دار العلوم خانقاہ عمادیہ منگل تالاب، پٹنہ سیٹی بہار اور راقم الحروف یوم عاشورہ کی شب میں خواجہ کلاں امام بارہ پر بابو الجد علی کی دعوت پر حاضر ہوا۔ بعد نماز عشاء ذکر شہدائے کربلا کی محل منعقد ہوئی۔ خواجہ کلاں کا یہ امام بارہ لب سڑک تقریباً دس سے بارہ فٹ کی بلندی پر ہے تین

فٹ اونچا اور دو فٹ چوڑا ایک خوبصورت تعزیہ شریف امام بارہ پر رکھا ہوا ہے۔ تعزیہ شریف کے دکھن جانب علماء کرام وشعراء عظام کے قیام وخطابت کا اہتمام ہے یکے بعد دیگرے شہدائے کربلا امام عالی مقام حضرت حسین علیہ السلام کی شہادت کا ذکر جمیل اور مناقب اہل بیت اظہار کا تذکرہ سن کر اپنے اپنے قلب کو منور ومجلہ فرمارہے ہیں۔ تقریری پروگرام ختم ہوتے ہی سلاۃ سلام کے لئے اہل عقیدت کھڑے ہو گئے۔ سید مجاہد اشرفی جیلانی صاحب سلاۃ سلام پڑھنے لگے۔ آپ کے نازوں کا صدقہ کربلا والوں کا صدقہ خون میں تر پیرہن کا صدقہ اس مصرح پر تعزیہ شریف قبلہ وکعبہ کی طرف جھک گیا۔ یہ منظر دیکھ کر سید مجاہد اشرف صاحب کی زبان بند ہوگئی۔ اور سامعین حضرات پہ بھی ایک وجد کی کیفیت پیدا ہوئی تھوڑی دیر کے لئے سب لوگ سکتہ میں پڑ گئے۔ لب خاموش کو جنبش دی پھر راقم الحروف ـــــ نے مصرح کی تکرار جیسے شروع کی تعزیہ شریف پہلے کی طرح تعظیم حسین علیہ السلام میں کھڑا ہو گیا۔ جب کہ نہ کوئی ہوا کا جھونکا نہ طوفان بالکل فضا ساکت تھی۔

اللہ اللہ یہ منظر چشم دید لوگوں نے دیکھا تو بے ساختہ قرآن مقدس کی آیت مقدس اہل عقیدت کی زبان پر آ گیا۔ شہیدوں کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ شہدائے کربلا امام عالی مقام حضرت حسین پاک کی عظمت وکرامت کا مشاہدہ اہل عقیدت نے اپنے سر کی نگاہوں سے دیکھا۔ اسی مشاہدات کی بنیاد پر اولیاء اللہ نے تعزیہ شریف کے متعلق فرمایا خبردار تعزیے کو کوئی یہ نہ سمجھے کہ خالی کاغذ پٹی اور بانس کی کمچیوں کا ڈھانچہ ہے کہ ارواح قدسیہ سید الشہداء علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جملہ شہداء کربلا اس طرف ـــــ متوجہ ہوتی ہیں۔ خبردار خبردار خبردار..... خبردار۔

یوم عاشورہ کے دن کھچڑا کا سرخ ہونا

یوم عاشورہ محرم الحرام کی دسویں تاریخ ۱۴۲۷ھ بعد نماز عصر عقیدت مندوں کی پیشانی پر امام بارہ میں رکھی ہوئی مٹی فیض روحانی کے لئے لگائی جاتی ہے راقم الحروف کے پڑوسی کا لڑکا امام بارہ میں رکھی ہوئی مٹی لاکر اپنے اور اپنی ماں کی پیشانی پر لگادیا۔ اس وقت اس کی ماں فاتحہ کے لئے کھچڑا بنا رہی تھی۔ کھچڑا بناتے وقت وہ جھک کر کھچڑا کو چمچ سے چلانے لگی۔ پیشانی پر لگی امام بارہ کی مٹی دیگچی میں گر گئی۔ مٹی گرتے ہی دیگ کا کھچڑا سرخ ہو گیا۔ یہ منظر دیکھتے ہی گھر کی عورتیں پریشان ہو گئیں۔ اور راقم الحروف کو جلدی سے بلانے کا حکم ہوا۔ میں نے اپنے سر کی نگاہوں سے دیکھا کہ دیگچی کا کھچڑا بالکل سرخ یعنی خون سے آلود ہے یہ بات جنگل کی آگ کی طرح محلہ میں پھیل گئی اور ہزاروں لوگوں نے اپنے سر کی نگاہوں سے امام حسین علیہ السلام سے نسبت رکھنے والی مٹی کی کرامت کو دیکھا۔ اور ہر سال محرم الحرام کے مہینہ میں اس کا تذکرہ ہوتا رہتا ہے۔

طریقۂ تعزیہ داری خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں

اجمیر شریف میں تعزیہ شریف کے بنانے کا اہتمام ذالحجہ کی ۱۱ر تاریخ سے شروع ہو جاتا ہے خدام خواجہ غریب نواز بڑے ادب و احترام و ذوق و شوق کے ساتھ حسین علیہ السلام کی محبت میں یادگارِ حسین علیہ السلام منانے کے لئے تعزیہ شریف کی شبیہہ بنانے میں لگ جاتے ہیں۔ اور ہر خادم کا کام الگ الگ شروع سے ہی بٹا ہوا ہے ہر خادم اپنے اپنے کام کو بڑی محبت و دیانت کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ محرم الحرام کی پہلی سے ۷ تاریخ تک سجاوٹ کا کام ہوتا ہے تعزیہ شریف کو نور و نکہت سے مزین کیا جاتا ہے تعزیہ شریف کی مکمل شبیہہ حدودِ خواجہ غریب نواز میں ہی بنتی ہے جس راستے سے تعزیہ شریف کو امام بارہ پر رکھنے کے

لئے لایا جاتا ہے پہلے سے ہی اس راستے پر قالین بچھا دی جاتی ہے۔ ۹/۱۰ محرم الحرام کے دن روزہ کے افطار کا انتظام بارگاہ خواجہ کی کمیٹی کی جانب سے ہوتا ہے یہ افطار کا منظر بڑا ہی پُرلطف ہوتا ہے۔ ۱۰/محرام الحرام کی شب میں تعزیہ شریف عشاء کی نماز کے بعد یا حسین یا حسین کی بلند آواز کے ساتھ خدام خواجہ غریب نواز شہادت نامہ ومناقب اہل بیت اطہار یکے بعد دیگرے پڑھتے ہوئے اپنے اشک بار آنکھوں سے تعزیہ شریف کی زیارت کرتے اور نذرانۂ محبت پیش کرتے رہتے ہیں۔ دھیرے دھیرے یہ نورانی قافلہ عشاء کی نماز کے بعد چل کر فجر کی اذان سے پہلے امام بارہ پہنچتا ہے۔ اور امام بارہ پر تعزیہ شریف رکھ دیا جاتا ہے فجر کی نماز کے بعد زائرین حضرات زیارت تعزیہ شریف کے لئے سیلاب کی طرح پہنچتے ہیں اور اپنی اپنی منتیں مانتے ہیں اور نذر حسین پاک پیش کرتے ہیں فرزندانِ خواجہ غریب نواز بچے جوان بوڑھے سب ہرے لباس میں ملبوس رہتے ہیں یہ حسنی رنگ چشتی جذبات میں ہر فرد یادگار حسین سے اپنے قلب کو تازگی وسرور میں بے خود رہتے ہیں، تعریف کی بات یہ ہے کہ نہ کسی کے ہاتھ میں لاٹھی ہے نہ ڈنڈا ہے نہ کوئی خنجر ہے بالکل خالی ہاتھ ہے اور لبوں پر صرف یا حسین ابن علی کا نعرہ ہے نگاہوں سے آسیوں کے سیلاب دیکھنے کو ملتے ہیں۔

عاشورہ کا دن گذار کر ۱۱/ گیارہویں کی شب میں بعد نماز عشاء تعزیہ شریف کو امام بارہ سے اٹھایا جاتا ہے عاشورہ کی شب میں جو منظر دیکھنے کو ملا تھا۔ وہی منظر گیارہویں کی شب میں یا حسین یا حسین اشک بار آنکھوں سے دیکھنے کو ملتا ہے تعزیہ شریف کو بارگاہ خواجہ غریب نواز میں لایا جاتا ہے اور باؤلی شریف ایک کشارہ حوض ہے جو تقریباً ۲۵ فٹ لمبا اور ۲۰ فٹ چوڑا اور قریب ۲۰ فٹ گہرا ہے محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو ہی اس حوض کو صاف کر دیا جاتا ہے گذشتہ سال کی تمام لکڑیوں کو نکال کر حوض کے بغل میں دفن کر دیا جاتا ہے ساتھ ہی خالی

حوض کو رنگ و پینٹ سے ہر سال مزین وخوبصورت کیا جاتا ہے تعزیہ شریف غرق آب کرنے سے پہلے خالی حوض کو عرق گلاب عرق کیوڑا، عطر، مشک امبر وغیرہ سے لبریز کر دیا جاتا ہے۔ گیارہویں شب کو نماز فجر سے پہلے تعزیہ شریف کو اس حوض میں سیراب کر کے اوپر سے پردہ سے ڈھک دیا جاتا ہے اس طرح بارگاہ خواجہ غریب نواز میں تعزیہ شریف کی ابتدا وانتہا ہوتی ہے لہٰذا ہم اپنے سنی حسینی بھائیوں سے التجا کرتا ہوں کہ جس طرح بارگاہِ خواجہ غریب نواز میں تعزیہ شریف کا عمل ہوتا ہے اس طرح ۸ رمحرم الحرام کو اپنی حاضری بارگاہ خواجہ غریب نواز میں دے کر اپنے سر کی نگاہوں سے دیکھیں کہ حضور خواجہ غریب نواز کی بارگاہ مقدس میں کس طرح تعزیہ داری ہوتی ہے اور ان کے طریقہ پر چل کر ہم لوگ بھی تعزیہ داری کریں۔ ساتھ ہی ۲۷ رمحرام الحرام کو خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں چاندی کا تعزیہ شریف کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ یہ تعزیہ شریف حضور بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے چلہ خانہ میں ہے۔ ۲۵ رمحرام الحرام کو سیدنا حضور بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے عرس مبارک کے موقع پر حضور بابا صاحب کا چلہ خانہ کھلتا ہے جس میں سیدنا سلطان الہند غریب نواز حضور معین الملت والدین اجمیری رضی اللہ عنہ کا چاندی کا تعزیہ شریف رکھا ہوا ہے۔ زائرین اس کی زیارت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ (دین محمدین اور تعزیہ داری)

ہر سنی حسینی مسلمان سوچے کہ ہر گھر میں محفل میلاد شریف ہوئی ہے۔ ہر محلے اور ہر شہر میں دینی جلسے ہوتے ہیں۔ ان میں گھر کی دریاں اور چاندنیاں بچھائی جاتی ہیں، گھر کی چوکیاں اور تخت بچھائے جاتے ہیں یا پھر کرائے کا سامان منگایا جاتا ہے اور یہ کرائے کا سامان اس دینی جلسے سے پہلے بھی کسی سوانگ، سرکس، ناچ، کتھا و کیرتن میں استعمال ہوتا ہے اور آج کے بعد بھی ان مذکورہ کاموں میں استعمال ہوگا۔ اور یہی حال ہے لائٹ اور

سجاوٹ کے سامان کا کہ وہ بھی کل کہاں کہاں استعمال ہوا ہے اور پھر کل کہاں کہاں استعمال ہوگا۔ مگر ان سب کو محفل رسول، بزم رسول، منبر رسول میں کوئی مسلمان سر برہنہ بھی وہاں نہ جائے گا کہ بزم رسول ہے کوئی داڑھی منڈا منبر رسول پر از روئے شرع نہیں بیٹھ سکتا کہ یہ منبر رسول ہے چند گھنٹوں کے لئے اس سامان کو محفل ذکر رسول میں لگایا تو آداب واحترام کی بہتات و برسات دیکھی جا رہی ہے۔ ان دری چادروں جھالروں جھنڈیوں تخت اور چوکیوں کو ذکر رسول سے تھوڑی دیر کے لئے نسبت ہوگئی ہے کہ یہ سارا کا سارا سامان یہاں سے اُکھڑ کر سونگ یا کیرتین یا ناچ گانے کی سبھا میں چلا جائے، مگر وقتی نسبت نے اس کرائے کے سامان کو عظمتیں دیدیں کہ ایسا کوئی اس محفل میں بیڑی سگریٹ نہیں پی سکتا کہ یہ بزم رسول ہے محلے کا کتّا جو دن بھر یہیں گھومتا ہے اب اگر آجائے تو بڑی تیزی کے ساتھ اس کو بھگایا جائے گا کہ یہ بزم رسول ہے کتّا کیسے آگیا ہے۔ یہ وقتی نسبت کی جلوہ گری ہے کہ گھر کی چادروں اور چہار دیواری کی تعظیم کی جا رہی ہے۔ کرائے پر آئے ہوئے ڈیکوریشن کی سامان کی تعظیم کی جا رہی ہے، چند منٹوں کے بعد ٹائیں ٹائیں فش ہو جائے گی۔

مگر تعزیہ شریف تو بنایا ہی گیا ہے پر چار حسینی کے لئے، اس کا تو مقصد ہی تشہیر حسینی ہے وہ نہ تو پہلے ہی گندی جگہوں پر استعمال ہوا ہے اور نہ ہی بعد میں کسی گندگی جگہ استعمال ہوگا تو اس حسینی نسبت رکھنے والے تعزیے شریف کی تعظیم بلا شبہہ روح ایمان ہے بلکہ عشق حسینی کی پہچان ہے اور عظیم نسبت حسینی رکھنے والے تعزیے شریف کی وہی تعظیم کرے گا جس کا دل جلوہ گاہ خشیت رب ہوگا جو دل کا متقی ہوگا جس کا دل متقی ہوگا اور جس کا دل بلائے یزیدیت میں گرفتار ہوگا اس کی اپنی یزیدی ٹیکنک ہوگی اور یزیدی سوچ ہوگی۔ وہ اسی پر ننگا ناچ کرے گا۔ (کتاب تعزیہ شریف کا شرعی حکم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم کے دو ظرف سیکھ لئے ایک تو بیان کر دیا۔ کاش علم کا وہ دوسرا ظرف بیان کروں تو مسلم علماء مجھے قتل کر دینے کا فتویٰ دے دیں گے۔ علماء کا قول ہے کہ وہ دوسرا ظرف علم تصوّف ہے جو سننے میں کفر معلوم ہوتا ہے۔ (از حدیث بخاری، جلد اوّل، صفحہ نمبر ۱۳۷)

حدیث پاک کی روشنی میں منشاء رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۔ ابھی حسین میری گود میں ہیں شہادت کی خبر جبریل سے سن کر اشک بار ہوں۔
کل میری امت میرے حسین کی تعزیت میں تعزیہ شریف کو دیکھ کر اشک بار ہوں گے۔

۲۔ آج میں حسین کو سونگھتا ہوں تو جنت کی خوشبو ملتی ہے۔
کل میری امت کو میرے حسین کی خوشبو تعزیہ شریف میں رکھی ہوئی مٹی سے ملے گی۔

۳۔ آج میں اپنے کاندھے پر چڑھا کر حسین کو گھوما رہا ہوں۔
کل میری امت حسین کی تعزیت میں تعزیہ شریف کو اپنے کاندھے پر رکھ کر گھومائیں گے۔

۴۔ آج میں حالتِ نماز میں حسین کے لئے سجدہ دراز کر رہا ہوں۔
کل میری امت عقیدتِ حسین میں تعزیت اور تعزیہ شریف کو دراز کریں گے۔

۵۔ آج میں حسین کے چہرۂ انور کو دیکھ کر جمعہ کا خطبہ پڑھ رہا ہوں۔
کل میری امت میرے حسین کی تعزیت میں تعزیہ شریف کو دیکھ کر شہادت کا خطبہ پڑھیں گے۔

صوفی ازم کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہی سب سے بڑا فرمان ہے جو انسانیت کے لئے رحمت ہے اب فرمانِ رسول کے علاوہ منشاء رسول ہے اور منشاء اور فرمان میں فرق ہوتا ہے دونوں ایک نہیں فرمان کھلم کھلا کہا جاتا ہے لیکن منشا کہا نہیں جاتا۔ مفسرین نے لکھا ہے کہ منشا سننے میں کفر معلوم ہوتا ہے اس لئے منشا کو ہمیشہ پوشیدہ رکھا جاتا ہے۔
(از کتاب حقیقت نمبر ۶، صفحہ نمبر ۲۱)

اسلام اور ہندوستانی عوام پر تصوف کا بہت بڑا اثر ہے صوفیوں نے اس برعظیم میں بہت زیادہ کامیابی حاصل کی صوفی بزرگوں میں زمانہ کے مطابق خواجہ معین چشتی خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، خواجہ فرید الدین گنج شکر، خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی وغیرہ انسانیت کے عظیم علمبرداروں میں گزرے ہیں۔ جن کے پیراؤں میں ہر مذہب کے لوگ تھے۔ جنہوں نے ظلم واستبداد کے خلاف ہمیشہ آواز اٹھائی۔ ہندوستان میں اسلام کی اشاعت عوامی پیمانے پر صوفیوں کے طریقت کی مرہون منت ہے۔ یہ بزرگان دین انسانیت کے بہترین نمونے کے طور پر پیش کئے جاسکتے ہیں۔ صوفیوں نے عدایت اور جدت پسندوں امیر وغریب اور مختلف فرقوں کے درمیان خلیج کو پاٹ دیا۔ اور مختلف فرقوں کی باہمی دشمنی کو بھی ختم کیا۔ اور انسانیت کو نمونہ بتا کر روحانیت کا پیغام سنایا۔

صوفیوں نے محبت کو مخلوق کا اظہار اور خدا کا مظہر بنا کر پیش کیا۔

از قلم پروفیسر رشید الدین خاں (ایم۔ پی)

عثمانیہ یونیورسٹی، دکن

ماخوذ ڈاکٹر سبلا ویکلی آف انڈیا

۱۵/ اگست ۱۹۷۰ء

رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیارے معین الدین چشتی اجمیری کو اپنا نائب بنا کر عطاء رسول کے خطاب سے نواز کر ہندوستان کی سرزمین پر جانے کا حکم صادر فرمایا ظاہری و باطنی رموز سے سرفراز کیا۔ ہندوستان کی زمین جہاں کفر ہی کفر ظلمت ہی ظلمت ایسی جگہ میں آکر اسلام کی صداقت کے پرچم کو بلند کرنا یہ عطاء رسول کی طاقت تھی گویا اس عطا میں سب کچھ عطا کر دیا۔ کفر کے درمیان اپنی ولایت کا سکہ تا قیامت کے لئے بیٹھا دیا۔ اسے ظاہری بادشاہ تیری حکومت چند دنوں کے لئے ہے۔ میری حکومت میرے رسول کی عطا کردہ ہے نہ کبھی ختم ہوئی ہے نہ ہوگی۔ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ سے قرآن نماز کعبہ کی عظمت اور بہتر شہیدان باوفا کی تعزیت کے غم میں تعزیہ شریف کا تحفہ لے کر ہندوستان آیا ہوں۔ خواجہ غریب نواز نے اپنے عقیدہ کا اظہار

یوں فرمایا:

شاہ است حسین بادشاہ است — دیں است حسین دیں پناہ است حسین
سر داد نہ داد دست در دست یزید — حقا کہ بنائے لاالہٰ است حسین

(خواجہ غریب نواز)

گدائے اشرف

صوفی محمد سعید مظہر اشرفی

اقبال عاشقِ امام حسین علیہ السلام

شاعر مشرق علامہ اقبال فخر شاہی اور فخر خانقاہ کو مسلمانوں کے لئے مضر اور اسلام کے لئے نقصان دہ سمجھتے تھے۔ مسلمانوں کو مسلک شبیری کی دعوت دیتے ہیں۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فکر خانقاہی ہے فقط اندوہ ودلگیری

ایک اور مقام یہ فرماتے ہیں:

فقر عریاں گرمئی بدر و حنین
فقر غرباں بانگ تکبیر حسین

یعنی حقیقی فقر اسلامی معرکہ بدر و حنین اور تکبیر امام حسین علیہ السلام ہے

علامہ اقبال اس تصوف سے نفرت رکھتے تھے جو مسلمانوں کو شجاعت سے دور عمل سے بیگانہ اور جد وجہد سے علیحدہ کر کے ترک دنیا کی طرف مائل کرے۔ وہ مسلمانوں کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ عزلت نشینی کی زندگی چھوڑ کر نقش قدم امام حسین پر چلیں جو صرف فداکاری ایثاری اور قربانی سے حاصل ہوسکتی ہے۔

علامہ اقبال پیامِ مشرق میں ارشاد فرماتے ہیں:

تیر وسناں وخنجر و شمشیرم آرزوست

بامن میا کہ مسلک شبیرم آرزوست

یعنی تیر ونیزہ وخنجر اور تلوار میری خواہشات ہیں۔ اے نام ونہاد مسلمان میرے ساتھ مت چل، کیونکہ میری آرزو امام حسین کی طرح حق پر قربانی کرنا ہے۔

علامہ اقبال نے فرمایا:

زندہ حق از خون شبیری است　　　باطل آخر داغ حسرت میری است

مہر حق درخان وخون غلطیدہ است　　　پس بنائے لا الٰہ گردیدہ است

پیغام امام حسین کی شہادت سے زندہ ہے جس نے باطل کو ہمیشہ کے لئے مایوس اور نابود کردیا اور اسی حق کو بچانے کے لئے امام حسین اور ان کے جانباز اپنے خون میں نہانے اور اس طرح اسلام کی مجدد بنیاد ڈالی اور اُسے ہمیشہ کے لئے باقی رکھا۔

علامہ اقبال رموز بے خودی میں فرماتے ہیں:

آں امام عاشقاں بود بقول

سرو آزادی زبستان رسول

اللہ اللہ ہائے بسم اللہ پدر

معنی ذبح عظیم آمد پسر

یعنی امام حسین حقیقی عاشقوں کے امام اور حضرت فاطمہ کے بیٹے ہیں۔ آپ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کے سرو ہیں۔ دوسرے شعر میں حضرت علی کے اس جملے کا کہ بسم اللہ کی ب کا لفظ جو خلاصہ قرآن ہے بال جبریل میں علامہ فرماتے ہیں:

غریب وسادہ ورنگیں ہے داستانِ حرم

نہایت اس کی حسین ابتدا ہے اسمٰعیل

حضرت امام حسین نے اس کی حرمت کو اپنی جان ومال کی قربانی دے کر بام عروج پر

پہنچایا، اور قیامت کے لئے مستحکم بنادیا۔

علامہ فرماتے ہیں:

صدق خلیل بھی ہے عشق حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدر و حنین بھی ہے عشق

رموز بے خودی میں واقعہ کربلا کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

چوں خلافت رشتہ از قرآن گیست — حریت را زہر اندر کام ریخت
خاست آں سر جلوہ خیر الامم — چوہ صحابہ قبلہ باراں در خدم
بر زمین کربلا بارید و ارفت — لالہ در و پراند باکارید و رفت
تا قیامت قطع استبداد کرد — موح خون ار چمن ایجاد کرد

یعنی خلافت نے قرآن مجید سے اپنا تعلق ختم کرلیا اور خلافِ اسلامی اور قرآنی وصول کو چھوڑ کر ملوکیت میں تبدیل ہوگئی۔ اور آزادی کو زہر (زہر) دیدیا گیا تب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نواسا حضرت علی کا بیٹا امام حسین علیہ السلام اس ظالمانہ رویہ کو برداشت نہ کرسکے اور رحمت اللعالمین کا نواسا ابر رحمت بن کر بڑھے اور کربلا کی زمین پر خون کی ایسی بارش کی کہ کربلا کے دشت کو شہیدوں کے گلستاں میں تبدیل کردیا اور قیامت تک ظلم و ستم کا خاتمہ کرکے آزادی کے گلشن میں زندگی ڈالی میدانِ کربلا میں امام حسین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ساتھ امت اسلام کی نجات کا عنوان بھی رقم کررہے تھے۔ (اخبار انقلاب، ۱۰ نومبر ۲۰۱۳ء)

ہندوستان میں خواجہ غریب نواز کی داعیانہ فتوحات اور اس کے ہمہ گیر اثرات

اسلام کی اشاعت و تبلیغ کا تعلق اخلاق و کردار سے رہا ہے، ایک مغالطہ بڑی قوت سے اسلام دشمن عناصر نے یہ دیا کہ اسلام کی اشاعت تلوار سے ہوئی۔ شمشیر و سنا سے ہوئی۔ یہ مغالطہ کچھ آج تک کی تھنک نہیں بلکہ صدیوں سے اسلام کے سیل رواں پر بند باندھنے کی کوشش کرنے

والے صہیونی عناصر اور یہودی زعما نے اسے رواج دیا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ ایک صدی سے بھی کم عرصے میں متعارف ہونے والے Media نے اسے از سرنو اچھالا اور Press کی قوت کے منفی استعمال سے آن کی آن میں پوری دنیا میں یہ فکر غلط کردی۔ حالانکہ اس بابت وہ ایک بھی دلیل پیش کرنے سے قاصر رہے ہیں۔ میڈیا کے اس طرز عمل سے بہت سے ذہنوں ابہام میں مبتلا کر دیا۔ ایسے ذہنوں کی ترتیب کے لئے صوفیائے کرام بالخصوص ہندوستان میں اسلام کے اشاعتی کارواں کے عظیم سالار خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری کی ذات آئیڈیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ spain اسپین جہاں مسلمانوں نے 781 سالوں تک حکومت کی وہاں مسلمانوں کا اقتدار جب زوال پذیر ہوا تو اسی کے ساتھ دعوتی نظام کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ اور مسلمانوں کو چن چن کر ختم کر دیا گیا۔ ایسا کیوں ہوا اس لئے کہ وہاں مسلمانوں کا وجود مسلم اقتدار کے سہارے تھا۔ ارباب حکومت اسلام کی راہ سے ہٹے تو زوال سے دوچار ہوئے۔ آمریت کا نتیجہ بالآخر اقتدار کا مٹ جاتا ہے۔ لیکن ہندستان میں مسلمانوں کا وجود داعیانِ دین اور صوفیا بالخصوص سلطان ہند خواجہ غریب نواز کی کاوشوں سے ہوا اسی وجہ سے صدیوں پر پھیلا ہوا مسلم اقتدار جب مٹا تو ضرور مٹ گئی لیکن مسلمان باقی رہے اسلام باقی رہا۔ اللہ کا ولی جہاں مقیم ہوتا ہے وہ زمین مسخر ہو جاتی ہے۔ اس کی ذات دلوں میں بس جاتی ہے اس کا مشن آگے ہی بڑھتا رہتا ہے۔ خواجہ غریب نواز نے اپنے اخلاق و کردار استقامت و کرامت اور جہدِ مسلسل سے جس گلستان کی آبیاری کی تھی وہ آج بھی شاداں ہے۔ صدیاں گذر گئیں۔ انگریز کا اقتدار بھی ہندوستان سے غریب نواز کے روحانی اقتدار کو نہ چھین سکا۔ ۳۰ کروڑ سے زیادہ مسلمان اس ملک میں بستے ہیں اور آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر قائم ہیں۔ یہ اسی ابر بارندہ کی برکت ہے جسے ہند کی بادشاہت عطا کی گئی اور جس سے ایمان کی فصل آج بھی سر سبز و شاداب ہے۔ (اخبار عوامی ٹائمز، ۱۰ مئی ۲۰۱۳ء)

اے صبتِ نبی جانِ علی عاشقِ باری

دنیا سے مٹے گی نہ کبھی تعزیہ داری

۷۸۶

منقبت

یا حسین ابن علی کیا شان تیری شان ہے

دونوں عالم کی خدائی آپ پہ قربان ہے

دین حق کو آپ کے سجدے سے مل پائی بقا

اُمتِ عاصی پہ ہر دم آپ کا احسان ہے

سر کٹا کر آپ نے زندہ کیا اسلام کو

آپ پہ قربان میرا دل اور میری جان ہے

مصطفیٰ کی آل الف لام سے ظاہر ہوا

ذالکل کتاب بلاشبہہ یہ قرآن ہے

خون کے قطرے سے کربل کہہ رہی ہے آج تک

حبِ اہل بیت کی یہ آخری پہچان ہے

یا حسین ابن علی جس شخص نے جس دم کہا

ہر بلا ایک آن میں ہر راستہ آسان ہے

ہو عطا صدقہ دلِ مظہرؔ کو اپنی آل کا

آپ کی الفت میں دم نکلے یہی ارمان ہے

صوفی سید مظہرؔ اشرفی

Maslak-E-Sufia Aur Taziya Sharif

By :
Sufi Saeed Mazhar Ashrafi Hanfi Qadri Chishti Nezami

Printed at : Taj Offset Press, Dariyapur, Patna-4, Mob.: 9334020186